مسلسل اشاعت کے ۵۳ سال

اعلانِ نبوت کے بعد کے حالات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

2015

Email: khatmenubuwwat@gmail.com

عقیدہ ختم نبوت

سانحہ پشاور اور سیکولر لابی

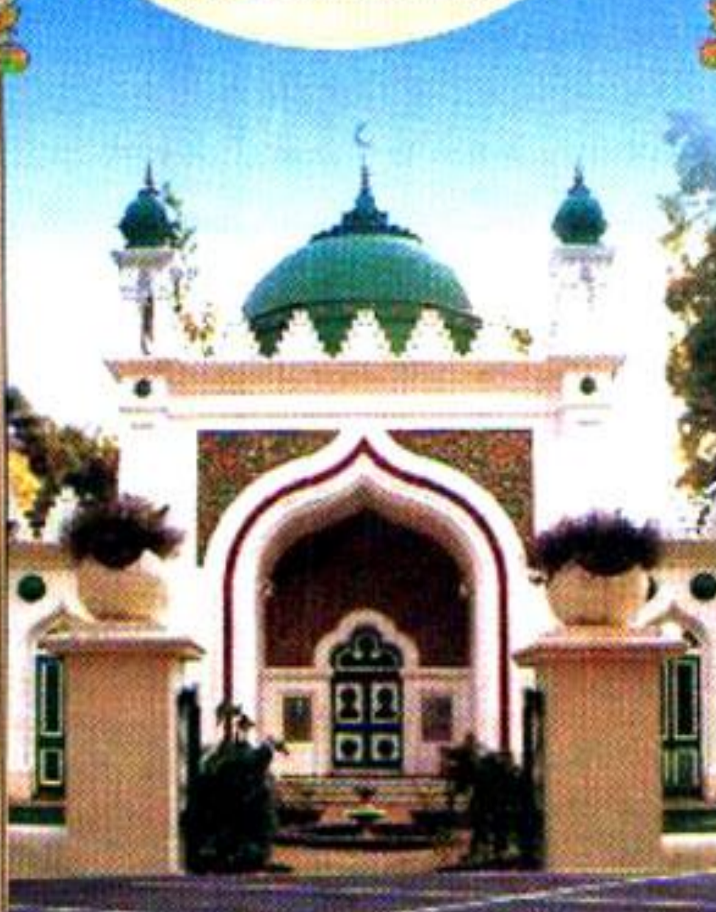

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۴ ○ جلد: ۱۹

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب
زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا
چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد
حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی
ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود
مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی
کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

سانحہ پشاور اور سیکولر لابی	مولانا عبداللہ معتصم	3

مقالات ومضامین

اعلان نبوت کے بعد کے حالات	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	5
صحابہ کرامؓ کا حضور ﷺ سے محبت کرنا	مولانا محمد عاشق الٰہیؒ	8
جب بارہ سو صحابہ کرامؓ ختم نبوت پر نچھاور ہوگئے	انتخاب: وزیر اللہ باجوڑی	13
روایت ''لاتقولوا لا نبی بعدی'' کی تحقیق (آخری قسط)	مولانا رضوان عزیز	16
دینی مدارس......اعتدال پسند اور انسانیت نواز ادارے	معتصم چارسدوی	19
غیروں کی مشابہت	مولانا محمد صادق	21
تخصص برائے تحفظ علوم ختم نبوت کا اجمالی تعارف	مولانا رضوان عزیز	23

شخصیات

ایک عجب مرد درویش......حضرت میاں سراج احمد دین پوریؒ	مولانا غلام رسول دین پوری	30
مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومروؒ کا آخری دن	مولانا محمد حسین ناصر	39

رد قادیانیت

مرزا غلام احمد قادیانی کے تیس جھوٹ	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	41
مولانا ابوالکلام آزادؒ پر ایک افتراء کی حقیقت	مولانا اللہ وسایا	48
احتساب قادیانیت جلد ۵۵ کا مقدمہ	مولانا اللہ وسایا	50
عقیدہ ختم نبوت	مولانا محمد وسیم	54

متفرقات

تبصرہ کتب	مولانا عبداللہ معتصم	56

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۃ الیوم

سانحہ پشاور اور سیکولر لابی

۱۶؍دسمبر۲۰۱۴ء کا افسوس ناک سانحہ پوری قوم کو اشک بار کر گیا۔ جب دہشت گردوں نے پشاور کے کینٹ ایریا میں واقع آرمی پبلک سکول پر حملہ کر کے زیر تعلیم بچوں کو دہشت گردی کا نشانہ بناڈالا اور پل بھر میں معصوم کلیوں کی مسکراہٹیں آہ وبکا میں تبدیل ہوگئیں۔ اس خونی حادثے میں تقریباً۱۴۰ شہادتیں ہوگئیں اور ۲۰۰ کے قریب طالب علم زخمی ہوگئے۔ اس قیامت صغریٰ کو پوری دنیا میں حیوانیت اور درندگی کا نام دیا گیا۔ ملک کے تمام مکاتب فکر، مذہبی وسیاسی جماعتوں، تعلیمی وکاروباری اداروں نے سخت سے سخت الفاظ میں مذمت کی اور اس کو اسلام اور انسانیت کے منافی قرار دیا۔

اس دلدوز المیے کے بعد ملک کے تمام طبقات کے درمیان اتحاد واتفاق اور محبت ومودت کی ایک خوشگوار فضا بن گئی۔ تمام جماعتیں سر جوڑ کر بیٹھ گئیں کہ ملک سے دہشت گردی کے اس رستے ناسور کو کیسے ختم کیا جائے۔ کل کے سیاسی مخالف اور دشمن ایک میز پر آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ ملک بھر میں وحدت، یگانگت، اتفاق واتحاد کا ایک مثالی ماحول بن گیا۔ سب کا مقصد، فکر اور غرض یہ تھا کہ دہشت گردی کے اس عفریت سے وطن عزیز کو کیسے بچایا جائے۔ لیکن بدقسمتی سے چند سیکولر، روشن خیال اور جدت پسند کہلوانے والے دانشوروں کو اسلامیان وطن کے اتحاد واتفاق کی یہ فضا ایک آنکھ نہ بھائی اور اس کو سبوتاژ کرنے میں جت گئے۔ ان کو ایک موقع مل گیا کہ غم اور درد کے اس موقع پر سول سوسائٹی کو مولوی، مسجد اور مدرسہ کے خلاف اکسایا جائے۔ سوشل میڈیا کے ہر شاخ پر ایک لبرل دانشور بیٹھا مسجد، مدرسے اور علماء وطلباء کے خلاف زہر اگل رہا ہے۔ خاص کر دیوبند مکتبہ فکر پر سخت سنگ باری شروع ہوگئی۔ حالانکہ اس سانحہ پر دوسرے اہل وطن کی طرح مولوی، اہل مدرسہ اور ائمہ مساجد بھی نہایت غمگین اور دل برداشتہ ہیں۔ دوسروں کے لئے شاید یہ صرف انسانی جانوں کے ضیاع کا المیہ ہو مگر مولوی اور اہل مذہب کی فکر مندی اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ کیونکہ یہ ظلم اور بربریت اسلام کے نام پر ہوئی ہے۔ ذمہ داری قبول کرنے والوں نے قرآن وحدیث سے خودساختہ استدلالات کئے۔ جہاد کا مقدس نام بے دردی سے استعمال کیا۔ اگر ارباب مدارس اور علماء بالخصوص دیوبندی مکتبہ فکر کی طرف دیکھا جائے تو ان کے تمام شاخوں اور جماعتوں نے اس سانحے کی بھرپور مذمت کی ہے۔ سیاسی جماعت کی طرف سے مولانا فضل الرحمٰن، مولانا عبدالغفور حیدری وغیرہم نے بھرپور مذمت کی۔ بلکہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب تو خود ان کے نشانے پر ہیں۔ تبلیغی جماعت کی طرف سے مولانا طارق جمیل، مولانا احسان صاحب اور دیگر بڑے حضرات نے پرزور مذمت کی ہے۔ مدارس دینیہ کی طرف سے وفاق المدارس کے ناظم مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب نے اس کو ظلم اور حیوانیت قرار دیا ہے۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب کی طرف سے

ان حیوانوں کو بدمعاش اور ظالمان کا خطاب مل چکا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین بالخصوص حضرت الامیر مدظلہ نے شدید الفاظ میں مذمت کی۔ اس سفاکانہ اقدام کو خلاف اسلام اور خلاف انسانیت قرار دیا اور شہداء کے ورثاء سے تعزیت کی۔ دارالعلوم دیوبند کی طرف سے اس واقعہ کی بھرپور مذمت کی گئی ہے۔ جمعیت علماء ہند نے احتجاجی مظاہرے کئے۔ مساجد و مدارس میں شہداء کے لئے ایصال ثواب اور قرآن خوانی کا اہتمام کیا، اور ان کے بس میں یہی تھا۔ اس لئے کہ مذمت سے آگے ہو بھی کیا سکتا ہے۔ اب یہ تو نہیں کہ ارباب مدارس اور علماء لٹھ اٹھا کر ظالموں کا تعاقب کرے۔ یہ تو ریاست کا کام ہے کہ وہ ان دہشت گردوں سے نمٹ لے۔ صرف مذمت کرنے اور متاثرین کے ساتھ ہمدردی کے دو بول بولنے سے تو مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ مذمت تو اس قوم نے سانحہ لال مسجد کی بھی کی تھی۔ باجوڑ مدرسہ کے شہداء پر بھی مذمت اور اظہار ہمدردی ہوا تھا۔ ڈاکٹر خالد محمود سومرو اور سینکڑوں علماء امت کی شہادت پر بھی مذمتی کلمات کہے گئے تھے۔ کوئٹہ میں اہل تشیع پر کئے جانے والے حملوں کی بھی مذمت ہوئی تھی۔ سوال یہ ہے کہ صرف مذمت کرنے سے وہ مسائل حل ہو گئے۔ کیا اس سے ان ورثاء کے زخم بھر گئے اور کیا دہشت گردی ختم ہوگئی؟ ہرگز نہیں۔

دراصل دہشت گردی کے اس خاردار فصل کی آبیاری ہمارے کوتاہ اندیش حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے ہوئی ہے۔ پڑوسی ملک کو تباہ کرنے کے لئے اغیار کو اڈے فراہم کر دیئے گئے۔ دشمنوں کی نشاندہی پر اپنے ملک باسیوں کے خون کی ندیاں بہادیں۔ گذشتہ گیارہ برس سے قبائل میں جاری جنگ، ڈرون حملوں اور جیٹ جہازوں کی بمباری کی وجہ سے ہزاروں بے گناہ عورتیں، بچے، جوان اور بوڑھے جام شہادت نوش کر گئے ہیں۔ سینکڑوں اپاہج و معذور ہو چکے ہیں۔ کروڑوں روپے کی املاک تباہ ہو چکی ہے۔ لاکھوں قبائلی عوام اپنے گھروں سے نقل مکانی کر کے دور دراز علاقوں میں دربدر کی ٹھوکریں کھا کر کھلے آسمان تلے کسمپرسی، غریبی اور مجبوری کی زندگی گذار رہے ہیں۔ ہم ہرگز یہ نہیں کہتے کہ طالبان کی ریاست کے خلاف بغاوت، غیر آئینی اور متشددانہ اقدامات صحیح ہیں۔ ہم اسے غلط کہتے ہیں۔ لیکن کیا اس حقیقت سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ اپنا گھر بار، بال بچے لٹا کر قبائل کے متاثرین اب ہرگز ملک کے وفادار نہیں ہو سکتے؟ اس اندیشے سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا کہ حکومت کی غیر دانشمندانہ پالیسیوں سے متاثرہ قبائل آسانی سے دشمن کے آلہ کار بن سکتے ہیں۔

اسلام آباد میں قریب تین مہینے غیر آئینی دھرنا جاری رہا۔ احتجاج کرنے والوں نے بغاوت کا اعلان کیا۔ پارلیمنٹ کی بے حرمتی کی۔ سرکاری اداروں پر حملے کئے۔ خلاف آئین مطالبات دہراتے رہے۔ سیاسی اشرافیہ کی کردار کشی اور بدزبانی کرتے رہے۔ اگر ان کو مذاکرات کی دعوت دی جا سکتی ہے اور افہام و تفہیم سے ان کی غلط فہمیاں دور کی جا سکتی ہیں تو ایسا قبائل والوں کے ساتھ کیوں نہیں ہو سکتا۔ میں مکرر عرض کرتا ہوں کہ ہم دہشت گردوں کے استیصال اور ان کے خلاف کارروائی ان کے قلع قمع کے حق میں ہیں۔ دہشت گردوں کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔ لیکن یہ بات یقینی بنالینی چاہئے کہ دہشت گردی کے نام پر ہمارے اپنے اور ملک کے وفادار قبائلیوں کو نشانہ تو نہیں بنایا جا رہا۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ پوری قوم، ہماری عسکری اور سیاسی قیادت بالغ نظری کا مظاہرہ کرے۔ اس وقت ارباب اقتدار کی بصیرت اور قوت ارادی کا امتحان ہے کہ وہ اس دکھ درد میں ڈوبے ہوئے منظر نامے میں کیا کردار ادا کرتے ہیں۔

اعلان نبوت کے بعد کے حالات

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے قبول اسلام کے متعلق ارشاد نبوی

ابن اسحاق فرماتے ہیں۔ سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ:''میں نے جس کسی کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے سوچ و بچار، تامل و تفکر کا کہا۔ سوائے ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے انہوں نے بغیر کسی تامل وتردد اول وہلہ میں اسلام قبول کر لیا۔'' اور اس کا اظہار و اعلان کیا اور لوگوں کو دعوت دینا شروع کر دی۔ ابوبکر صدیقؓ مکہ مکرمہ میں صاحب ثروت وشوکت انسان تھے۔ بغیر کسی دباؤ کے نہ صرف اسلام قبول کیا۔ بلکہ اپنے احباب کو دعوت اسلام دی۔ چنانچہ ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر حضرت زبیر بن عوامؓ، عثمان بن عفانؓ، طلحہ بن عبیداللہؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، عبدالرحمان بن عوفؓ نے اسلام قبول کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ انہیں لیکر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان پر اسلام پیش کیا اور قرآن پاک کی تلاوت کی اور اسلام کے بارے میں انہیں مطلع کیا اور اللہ پاک نے اسلام قبول کرنے کے متعلق کرامت کا جو وعدہ فرمایا انہیں بتلایا تو یہ سب حضرات مشرف باسلام ہو گئے۔ یہ مؤمنین اولین ہیں۔ جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت حاصل کی اور رسول اللہ ﷺ کی تصدیق وتائید کی۔ (یعنی السابقون الاولون)

حضرت ابوذر غفاریؓ کا قبول اسلام

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاریؓ، بریدہ اور ابوذر کے ایک چچازاد بھائی مکہ مکرمہ آئے تا کہ رسول اللہ ﷺ کو مل کر اسلام کے متعلق معلومات حاصل کریں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اک پہاڑ کے قریب اپنے اوپر چادر لئے آرام فرما تھے۔ لیکن آپ کے قدمین مبارکین ظاہر تھے اور آپ کے قدم مبارک انتہائی خوبصورت تھے۔ ابوذر نے جب آپ کے قدمین مبارکین کو دیکھا اور کہا اگر اس شہر میں کوئی نبی ہو سکتا ہے تو یہی سونے والا ہو سکتا ہے۔ پھر چلتے ہوئے آپ کے پاس پہنچ گئے اور کہا کہ آرام فرما رہے ہیں۔ آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر ابوذر نے کہا کہ''انا نم الوجل''کیا آرام فرما رہے ہیں اور اپنے عصا سے نبی پاک ﷺ کے قدم مبارک کو چھوا تو رحمت عالم ﷺ اٹھ بیٹھے۔ ابوذر نے کہا کہ ہم آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے۔ تا کہ آپ کی دعوت کے متعلق سنیں کہ آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:''اقول لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ''تو حضرت ابوذر غفاریؓ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ اسلام لے آئے۔

روایات میں آتا ہے کہ حرم شریف میں پہنچ کر اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ کفار نے زمین پر لٹا کر انہیں خوب مارا۔ یہاں تک کہ حضرت عباسؓ نے آ کر آپ کی جان بچائی۔ سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ آپ لوگ اپنے قبیلہ

میں جاکر اس بات کی خبر دو۔ جب ہمارے ظہور اور غلبہ کی خبر سنو تو دوبارہ آنا۔ ابوذر اور ان کے رفقاء واپس اپنے قبیلہ میں آئے اور اپنی والدہ کو خبر دی تو والدہ محترمہ نے برضاورغبت اسلام قبول کرلیا۔ نیز ان حضرات کی دعوت سے آدھا قبیلہ غفار مسلمان ہوگیا۔ (الاصابہ ج۴ص۶۲)

دعوت طعام

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ یہ آیت نازل ہوئی ''وانذر عشیرتک الاقربین'' یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ تو حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ ایک صاع غلہ، اک بکری کی دستی اور اک پیالہ دودھ مہیا کرو اور اولاد مطلب کو جمع کرو۔ چنانچہ میں نے ایسے کیا اور بنی مطلب کے چالیس حضرات جمع ہوگئے۔ ان میں رسول اللہ ﷺ کے اعمام (چچے) ابوطالب، امیر حمزہ، حضرت عباسؓ اور ابولہب بھی تھے۔ میں نے گوشت کا ٹکڑا چیرا اور پیالہ میں رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پاک کا نام لے کر کھاؤ۔ ایک پیالہ گوشت سے سب کے سب سیر ہوگئے اور کچھ بچ بھی گیا۔ حالانکہ وہ کھانا صرف ایک آدمی کے لئے کافی ہوسکتا تھا۔ اس کے بعد مجھے حکم دیا کہ دودھ کا پیالہ لاؤ اور انہیں پلاؤ۔ سب نے پیا اور سیراب ہوگئے۔ حالانکہ وہ پیالہ تو ایک آدمی بھی پی سکتا تھا۔ چہ جائیکہ چالیس آدمی سیراب ہوگئے۔ آپ نے کچھ فرمانے کا ارادہ کیا تو ابولہب خبیث نے کہا: اے لوگو! اٹھو کہ محمد (ﷺ) نے تمہارے کھانے پر جادو کردیا ہے۔ یہ سن کر لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ آپ کو کچھ فرمانے کی نوبت نہ آئی۔ اگلے دن آپ نے پھر حضرت علیؓ کو کھانا تیار کرنے کا حکم دیا۔ اسی طرح سب لوگ جمع ہوئے۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''میں نے جو شئے آپ کے سامنے پیش کی ہے۔ کسی شخص نے اس سے بہتر اپنی قوم کے سامنے پیش نہیں کی۔ میں تمہارے واسطے دنیا وآخرت کی خبر لے کر آیا ہوں۔'' (السیرۃ النبویہ لابن اسحاق ص۱۸۸،۱۸۹)

رحمت عالم ﷺ کی اپنے خاندان کو اعمال صالحہ کی ترغیب

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے اولاد عبدالمطلب، اے فاطمہ بنت محمد، اے صفیہ عمۃ رسول اللہ! (حضور کی پھوپھی) اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کردو۔ یعنی اعمال صالحہ اختیار کرو۔ میں تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا۔ مجھ سے میرے مال میں سے جو چاہو مطالبہ کرو۔ جان لو کہ قیامت کے دن سب سے پہلے متقین آئیں گے۔ اگر تم قیامت کے دن اعمال صالحہ لے کر نہ آئے تو میں تم سے اپنا رخ پھیرلوں گا اور تم کہو گے ''یا محمد'' تو میں رخ پھیرلوں گا۔ آپ نے اپنا چہرہ مبارک دوسری طرف پھیر کر دکھایا۔ پھر فرمایا کہ تم کہو گے یا محمد تو میں اپنا منہ پھیرلوں گا۔ پھر آپ نے اپنا رخ انور دوسری طرف پھیرلیا۔

قوم کی عداوت اور جناب ابوطالب کی حمایت

جب سرور دو عالم ﷺ نے علی الاعلان بت پرستوں کی برائیاں بیان کرنا شروع کیں اور کفر وشرک سے روکنا شروع کیا تو قریش مکہ آپ کی عداوت اور دشمنی پر اتر آئے۔ مگر جناب ابوطالب آپ کے حمایتی اور مددگار رہے تو قریش کا ایک وفد جو عتبہ بن ربیعہ، شیبہ، جناب ابوسفیانؓ، ابوالبختری، اسود بن عبدالمطلب، ولید بن مغیرہ،

ابوجہل، عاص بن وائل، منبہ اور نبیہ ابن الحجاج پر مشتمل تھا جناب ابوطالب کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ تمہارا بھتیجا ہمارے خداؤں کی توہین کرتا ہے۔ ہمارے دین کو برا، ہمیں احمق اور نادان اور ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ کہتا ہے۔ یا اسے منع کر دیں۔ ورنہ ہمارے اور اس کے درمیان سے ہٹ جائیں۔ ہم خود نپٹ لیں گے۔ جناب ابوطالب نے انہیں خوش اسلوبی اور نرمی سے ٹال دیا اور نبی کریم ﷺ اسی طرح توحید کی دعوت اور کفر وشرک کی مذمت میں مصروف رہے۔ دوبارہ کچھ لوگ جناب ابوطالب کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ہمارے بزرگ اور بڑے ہیں۔ لیکن محمد کریم (ﷺ) کی سرگرمیاں ناقابل برداشت ہوتی جارہی ہیں۔ جس پر ہم صبر اور برداشت نہیں کرسکتے۔ آپ اپنے بھتیجے کو روک دیں۔ ورنہ دو میں کوئی ایک قتل ہوجائے گا۔ جب حضور ﷺ تشریف لائے تو ابوطالب نے کہا: جان عم! آپ کی برادری کے لوگ میرے پاس آئے تھے اور یہ پیغام دے کر گئے۔ اس پر رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: ''اے چچا! اللہ کی قسم یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تو بھی میں توحید کے بیان سے باز نہ آؤں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے دین کو غالب کردے یا اس راستہ میں کام آجاؤں۔ یہ کہہ کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ ﷺ اٹھ کر جانے لگے۔'' جناب ابوطالب نے بلا کر کہا: جان عم! جو چاہو کرو میں تمہیں دشمنوں کے حوالہ نہ کروں گا۔ (السیرۃ النبویہ لابن اسحاق ص۱۹۶)

شعب ابی طالب میں قید

جب بنوہاشم اور بنوعبدالمطلب آپ کے دست وبازو بن گئے اور وہ آپ کو کفار کے حوالے کرنے پر تیار نہ ہوئے تو قریش نے بنوہاشم اور بنوعبدالمطلب جو اگرچہ مسلمان نہ ہوئے تھے لیکن آپ کا ساتھ چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوئے تھے تو قریش نے بنوہاشم اور بنوعبدالمطلب کا مقاطعہ (بائیکاٹ) کا فیصلہ کیا اور یہ باتیں طے کیں۔

۱...... ''لاینا کحوھم ولا ینکحوا الیھم'' ان سے شادی بیاہ کے تعلقات قائم نہ کئے جائیں۔

۲...... ''ولا یبایعونھم ولا یبتاعون منھم'' ان سے خرید وفروخت نہ کی جائے۔

اس پر ایک وثیقہ تحریر کیا اور یہ معاہدہ جو قریش کے قبائل کے درمیان ہوا اسے خانہ کعبہ میں لٹکایا گیا۔ نبی کریم ﷺ اور آپ کا خاندان ''شعب ابی طالب'' میں محصور ہوگیا۔ قریش نے خورد ونوش کی اشیاء پر پابندی عائد کر دی۔ بنوہاشم کے بچے بھوک کے مارے اس قدر رویا کرتے کہ ان کی آواز گھاٹی کے باہر تک سنائی دیتی۔ دیگر مسلمان بھی اپنے اپنے گھروں میں قیدی بن کر رہ گئے۔ ایام حج میں بھی آپ کے خلاف بھرپور پروپیگنڈہ کیا جاتا۔ حالانکہ ان ایام میں قریش اپنے باپ کے قاتل سے بھی تعرض نہ کرتے تھے۔ تین برس تک نبی کریم ﷺ نے اس سختی کو نہایت صبر واستقلال سے برداشت کیا۔ جب کافروں نے گھاٹی پر سے پہرے ہٹا لئے اور دیمک نے ان کے معاہدہ کا کاغذ چاٹ لیا جو کعبہ میں لٹکایا گیا تھا۔ نبی کریم ﷺ باہر نکلے اور وعظ وتبلیغ کا سلسلہ دوبارہ شروع کر لیا۔ اس مقاطعہ کے دوران قریش نے دیگر مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیئے۔ مقاطعہ (بائیکاٹ) کا واقعہ دیمک نے چاٹ لیا۔ سوائے ''باسمک اللّٰھم'' کے اور جس کافر نے یہ وثیقہ لکھا تھا اس کے ہاتھ شل ہوگئے۔ وہ منصور بن عکرمہ بن ہشام بن عبدمناف تھا۔ (السیرۃ النبویہ لابن اسحاق)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حضور ﷺ سے محبت کرنا

مولانا محمد عاشق الٰہیؒ

آپ کے آثار کے ساتھ صحابہؓ کا تبرک حاصل کرنا

روایت نمبر:۱...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا کہ حجام آپ کا سر مبارک مونڈھ رہا ہے۔ صحابہؓ آپ ﷺ کو گھیرے ہوئے بیٹھے ہیں اور مقصد صرف یہ ہے کہ جو بال آپ کے سر مبارک سے گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ پر پڑ جائے۔ (صحیح مسلم)

روایت نمبر:۲...... حضرت ام سلیمؓ جو حضرت انس بن مالکؓ کی والدہ ہیں اور حضور اکرم ﷺ کی پھوپھی ہیں۔ آپ ﷺ کبھی کبھی دوپہر کو ان کے گھر سوتے۔ بستر چمڑے کا تھا۔ حضور ﷺ کو پسینہ بہت آیا کرتا تھا۔ حضرت ام سلیمؓ پسینے کی بوندوں کو جمع کر لیتیں اور شیشی میں بہ احتیاط رکھ لیتی تھیں۔ نبی ﷺ نے ایسا کرتے دیکھا تو پوچھا کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ''عرقک نجعله فی طیبنا وھو من اطیب الطیب'' (یہ حضور کا پسینہ ہے ہم اسے عطر میں ملا لیں گی اور یہ تو سب عطروں سے بڑھ کر عطر ہے) (بخاری و مسلم) اور مسلم کی روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ جب ان سے حضور اقدس ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اس کا کیا کرتی ہو؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم اسے اپنے بچوں کے لئے باعث برکت اور تبرک سمجھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اصبت'' تم نے ٹھیک کیا۔ بعض صحیح روایات سے تو یہاں تک معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ خود اپنے مبارک بالوں کو صحابہ کرامؓ میں تقسیم فرمایا کرتے تھے۔

صحیح بخاری باب غزوۃ الطائف میں ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پانی کے برتن میں کلی کر کے حضرت ابوموسیٰ اور حضرت بلالؓ کو عطاء فرمایا کہ اس کو پی لیں اور اپنے چہرے پر مل لیں۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ پردہ کے پیچھے یہ واقعہ دیکھ رہی تھیں۔ انہوں نے اندر سے آواز دے کر ان دونوں بزرگوں سے کہا: اس تبرک میں سے کچھ پانی ماں یعنی ام سلمہؓ کے لئے چھوڑ دینا۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ نزول حجاب کے بعد ازواج مطہراتؓ گھروں اور پردوں کے اندر رہتی تھیں۔ اس روایت میں یہ بات بھی قابل نظر ہے کہ ازواج مطہراتؓ بھی رسول اللہ ﷺ کے تبرکات کی ایسی شائق تھیں جیسے دوسرے مسلمان۔ یہ بھی آپ ﷺ کی ذات اقدس ہی کی خصوصیت تھی۔ ورنہ بیوی سے جو بے تکلفی شوہر کو ہوتی ہے اس کے ساتھ اس کے تقدس و تعظیم کا یہ درجہ قائم رہنا عادتاً ناممکن ہے۔ (معارف القرآن)

محبت ہی ادب سکھاتی ہے اور محبت ہی اتباع پر آمادہ کرتی ہے

آؤ ہم محبت کریں اور محبت کرنا ان سے سیکھیں۔ جن کو خدا نے خود اپنے پیارے کی محبت و صحبت کے لئے چن لیا تھا۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ محبت ہی ادب و توقیر سکھاتی ہے اور محبت ہی اتباع و اطاعت پر آمادہ کرتی ہے۔ تعظیم وہی تعظیم ہے جس کا منشاء محبت ہو اور اکرام وہی اکرام ہے جس کا مبداء محبت ہو۔

آثار نبویہ سے تبرک حاصل کرنا

۱...... عروہ بن مسعود ثقفی کو قریش نے صلح حدیبیہ سے پیشتر اپنا سفیر بنا کر حضور عالی میں روانہ کیا تھا۔ اسے سمجھایا گیا تھا کہ مسلمانوں کے حالات کو ذرا غور سے دیکھئے اور عوام کو آ کر بتایئے۔ عروہ نے دیکھا کہ نبی ﷺ وضو کرتے ہیں تو بقیہ آب وضو پر صحابہؓ یوں گرے پڑتے ہیں۔ گویا ابھی لڑ پڑیں گے۔ حضور ﷺ کے لب (لعاب دہن) وغیرہ کو زمین پر گرنے نہیں دیتے۔ وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ پر روک لیا جاتا ہے۔ جسے وہ منہ پر مل لیتے ہیں۔ حضور ﷺ کوئی حکم دیتے ہیں تو تعمیل کے لئے سب دوڑے پھرتے ہیں۔ حضور ﷺ کچھ بولتے ہیں تو سب چپ ہو جاتے ہیں۔ تعظیم کا یہ حال ہے کہ حضور ﷺ کی جانب آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ عروہ نے یہ سب کچھ دیکھا اور قوم سے آ کر بیان کیا۔ لوگو! میں نے کسریٰ کا دربار دیکھا اور قیصر کا دربار بھی دیکھا۔ نجاشی کا دربار بھی دیکھا۔ مگر اصحاب محمد (ﷺ) جو تعظیم محمد ﷺ کی کرتے ہیں وہ تو کسی بادشاہ کو بھی اپنے ملک میں حاصل نہیں۔

۲...... امام بخاریؒ کا بیان ہے کہ حضرت ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبیدہؓ سے عرض کیا کہ مجھے حضرت انسؓ یا ان کے گھرانے سے حضور اقدس ﷺ کے چند موئے مبارک ملے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ اگر میرے پاس آپ ﷺ کا ایک موئے مبارک بھی ہو تو مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہو۔ (صحیح بخاری کتاب الوضو) ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے پاس لوگ بیماروں کے لئے پانی بھیجتے تو آپ حضور ﷺ کے ان مبارک بالوں کو جو آپ نے ایک نلکی یا خول میں رکھے ہوئے تھے اس پانی میں ہلا دیتیں اور وہ پانی پھر مریض کو پلوا دیتیں۔ (صحیح بخاری کتاب الوضو)

۳...... امام مسلمؒ نے اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ حضور اقدس ﷺ کے طیالسی جبہ کو دھو کر مریضوں کو شفا کے لئے اس کا پانی پلاتی تھیں۔ (صحیح مسلم کتاب اللباس)

مذکورہ بالا احادیث صحیح کتابوں سے لی گئی ہیں اور یہ ان جیسیوں احادیث میں سے چند ایک ہیں۔ ہم طوالت کے خوف سے ان روایات پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور یہ تمام اس بات پر دال ہیں کہ حضرات صحابہ کرام حضور اقدس ﷺ سے منسوب اور ان سے وابستہ اشیاء سے بھی کس قدر محبت کرتے تھے اور ان سے تبرک بھی حاصل کرتے تھے۔

۴...... زید بن وثنہؓ کو کفار نے پکڑ لیا اور قریش نے قتل کے لئے ان سے خرید لیا تھا۔ جب ان کو سولی دینے کے لئے چلے تو ابوسفیان بن حرب نے ان سے کہا۔ زید تجھے خدا ہی کی قسم! تم چاہتے ہو کہ محمد (ﷺ) کو پھانسی دی جاتی اور تم اپنے گھر میں آرام سے ہوتے؟ زید نے کہا۔ خدا کی قسم میں تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ میری رہائی کے بدلے نبی ﷺ کے پائے مبارک میں اپنے گھر کے اندر بھی کانٹا لگے۔ ابوسفیان حیران رہ گیا اور یوں کہا کہ میں نے تو کسی کو بھی نہیں دیکھا جو دوسرے شخص سے ایسی محبت رکھتا ہو۔ جیسے اصحاب محمد (رضی اللہ عنہم) کو محمد ﷺ سے ہے۔

۵...... عبداللہ بن یزید صحابیؓ کا ذکر ہے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کی کہ حضور مجھے اہل و مال سے زیادہ پیارے ہیں۔ جب حضور مجھے یاد آتے ہیں تو میں گھر میں تک نہیں سکتا۔ آتا ہوں اور حضور کو دیکھ کر تسلی پاتا ہوں۔ مگر میں اپنی موت اور حضور کی موت کا تصور کر کے کہا کرتا ہوں کہ حضور تو فردوس بریں میں انبیاء علیہم السلام کے بلند درجہ

پر ہوں گے۔ میں اگر بہشت میں پہنچا بھی تو کسی ادنیٰ مقام میں ہوں گا اور وہاں حضور کا دیدار نہ پاسکوں گا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے یہ آیت پڑھ کر سنائی اور اس کے قلب کو سکینہ عطا فرمایا۔ ’’ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم ‘‘ جو کوئی اللہ اور رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر خدا کا انعام ہوا۔ ایک اور صحابیؓ کا ذکر ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آتے تو حضور ﷺ ہی کی جانب تاک لگائے دیکھتے رہتے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا۔ کیا بات ہے؟ وہ بولے میں سمجھتا ہوں کہ دنیا ہی میں اس دیدار کی بہار لوٹ لوں۔ آخرت میں حضور ﷺ کے مقام رفیعہ تک تو ہماری رسائی بھی نہ ہوگی۔ اس واقعہ پر اللہ تعالیٰ نے آیت ’’ومن یطع اللہ ورسولہ ‘‘ کو نازل فرمایا اور نبی کریم ﷺ نے حدیث انسؓ میں صاف ہی فرمادیا۔ ’’من احبنی کان معی فی الجنہ ‘‘ جو کوئی مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ اس حدیث کی ابتداء میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اگر تو ایسی صبح وشام میں زندگی بسر کرسکتا ہے کہ تیرے دل میں کسی کا کینہ نہ ہو تو ضرور ایسا ہی کر۔ پھر فرمایا۔ یہی میری روش ہے۔ جس نے میری روش کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی۔

۶...... جنگ احد کا ذکر ہے ایک عورت کا بیٹا، بھائی، شوہر قتل ہوگئے تھے۔ وہ مدینہ سے نکل کر میدان جنگ میں آئی۔ اس نے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کیسے ہیں؟ لوگوں نے کہا: بحمد اللہ وہ تو بخیریت ہیں۔ جیسا کہ تو چاہتی ہے۔ بولی نہیں مجھے دکھادو کہ حضور ﷺ کو دیکھ لوں۔ جب اس کی نگاہ چہرہ مبارک پر پڑی تو وہ جوش دل سے بول اٹھی: ’’کل مصیبة بعدک جلل ‘‘ آپ زندہ ہیں تو اب ہر مصیبت کی برداشت آسان ہے۔

۷...... عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین تھا اور اس کا بیٹا عبداللہؓ صادقین میں سے تھا۔ اس نے نبی کریم ﷺ سے گزارش کی ’’لو شئت لاتیت برأسہ ‘‘ اگر حضور ﷺ چاہیں تو میں اپنے باپ کا سر کاٹ لے آؤں۔ نبی کریم ﷺ نے انکار فرمادیا۔

۸...... نبی کریم ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمان غنیؓ کو مکہ مکرمہ اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ قریش نے کہا: تم بیت الحرام میں آگئے ہو۔ طواف تو کرلو۔ انہوں نے جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ سے پیشتر کبھی طواف نہ کروں گا۔

۹...... حضرت علی مرتضیٰؓ سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمہاری محبت کیسی ہوتی تھی؟ فرمایا بخدا نبی کریم ﷺ ہم کو مال واولاد فرزند ومادر سے زیادہ محبوب اور اس سے زیادہ پیارے تھے۔ جیسا ٹھنڈا پانی پیاسے کو ہوتا ہے۔

صحابہ کرامؓ کے جذبات محبت

جذبات محبت کو دیکھنا ہو تو اس وقت دیکھو جب کوئی صحابی نبی کریم ﷺ کا ذکر کرتا ہو۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ ’’کان رسول اللہ ﷺ من احسن الناس خلقا ولا مسست خزا ولا حریرا ولا شیئا کان الین من کف رسول اللہ ﷺ ولا شممت مسکا قط ولا عطرا کان اطیب من عرق النبی ﷺ ‘‘ رسول اللہ ﷺ شکل مبارک میں بھی سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ میں نے ریشم کا دیبا یا باریک کپڑا یا کوئی اور شئے ایسی نہیں چھوئی جو نبی ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو۔ میں نے کبھی کوئی کستوری یا کوئی عطر ایسا نہیں سونگھا جو نبی ﷺ کے پسینے سے زیادہ خوشبودار ہو۔

حضرت جابر بن سمرہؓ سے کسی شخص نے پوچھا کہ کیا نبی ﷺ کا چہرہ مبارک تلوار جیسا چمکیلا تھا تو بول اٹھے ''لا بل کان مثل الشمس و القمر'' نہیں نہیں حضور ﷺ کا مبارک چہرہ تو آفتاب و ماہتاب جیسا تھا۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں ''کان رسول اللہ ﷺ ازھر اللون کان عرقہ اللؤ لؤ'' نبی ﷺ کا رنگ سفید روشن تھا۔ پسینہ کی بوند حضور ﷺ کے چہرہ پر ایسی نظر آتی تھی جیسے موتی۔ حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ مسجد سے نکل کر گھر کو چلے تو بچوں نے حضور ﷺ کو گھیر لیا۔ حضور ﷺ ہر ایک کو پیار دیتے (پیار کرتے تھے) اس کے منہ پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ میرے رخسار پر بھی حضور ﷺ نے ہاتھ رکھا۔ میرے ٹھنڈک سی پڑ گئی اور ایسی خوشبو آئی گویا وہ ہاتھ ابھی عطر دان سے نکالا گیا تھا۔ (صحیحین)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ: ''من راہ بدیھۃ ھابہ ومن خالطہ معرفۃ احبہ فیقول ناعتہ لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ'' جو کوئی یکا یک حضور ﷺ کے سامنے آجاتا وہ دہل جاتا۔ جو پہچان کر آ بیٹھتا وہ شیدا ہو جاتا۔ دیکھنے والا کہا کرتا کہ میں نے حضور ﷺ جیسا کوئی بھی اس سے پہلے یا بعد میں نہیں دیکھا۔

حضرت ربیع بنت معوذ صحابیہؓ ہیں۔ ان سے عمار بن یاسرؓ کے پوتے نے کہا نبی ﷺ کا کچھ حلیہ بیان فرمایئے۔ انہوں نے فرمایا: ''لو رایت الشمس طالعۃ'' اگر تو حضور ﷺ کو دیکھ لیتا تو سمجھتا کہ سورج نکل آیا۔

حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں۔ چاندنی رات تھی۔ نبی ﷺ حلہ حمراء اوڑھے ہوئے لیٹے تھے۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا تھا۔ کبھی حضور ﷺ پر نگاہ ڈالتا تھا۔ ''فاذا ھو احسن عندی من القمر'' بالآخر میں نے تو یہی سمجھا کہ حضور ﷺ چاند سے زیادہ خوشنما ہیں۔ اس روایت میں لفظ عندی عجیب طور پر لذت دید اور ذوق نظارہ کو ظاہر کر رہا ہے۔

غالباً اسی پر ایک عربی شعر کہا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے حسین کے نظارے سے کیوں کر سیری ہو کہ جس کو تم جتنا دیکھو گے اس کا حسن اتنا ہی بڑھتا ہوا نظر آئے گا۔ وہی مبارک چہرہ جس کے دیدار سے حضرت جابرؓ کی آنکھیں روشن ہوتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام کے قلب کو منور کرتا ہے۔

حدیث ترمذی میں ہے۔ حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں۔ میں آپ (ﷺ) کو دیکھنے گیا تھا۔ ''فلما استبینت وجہ عرفت ان وجھہ لیس بوجہ کذاب'' مجھے تو مبارک چہرہ نظر آتے ہی عرفان ہو گیا کہ جھوٹے میں یہ بات کہاں۔

حضرت عمرؓ ایام خلافت میں رات کو گشت کے لئے نکلے۔ سنا کہ ایک عورت دھنک رہی ہے اور یہ اشعار پڑھ رہی ہے۔

علی محمد صلوٰۃ الابرار	صلی علیہ الطیبون الاخیار
قد کان قواما بکی بالاسحار	یالیت شعری والمنایا اطوار

ھل تجمعنی وحبیبی الدار

ترجمہ...... محمد ﷺ پر ابرار کے درود، اس پر طیبون واخیار درود پڑھ رہے ہیں۔ وہ تو راتوں کو جاگنے والے سحر کو رونے والے تھے۔ موت تو بہتری طرح آتی ہے۔ کاش مجھے یقین ہو جائے کہ مرنے کے بعد بھی مجھے حضور ﷺ کی زیارت ہو گی۔

حضرت عمرؓ وہیں بیٹھ گئے۔ روتے رہے اور چند دن تک صاحب فراش رہے۔ حضرت بلالؓ کو حضرت عمرؓ ''سیدنا بلال'' فرمایا کرتے تھے۔ بیت المقدس کی فتح کے بعد حضرت بلالؓ کا قیام ملک شام میں تھا۔ ایک دن ان کو حضورﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ ارشاد فرمایا۔ بلال! یہ کیا جفا ہے کہ میری زیارت کرنے کا وقت نہیں آتا؟ یہ خواب دیکھتے ہی حضرت بلالؓ کی آنکھ کھلی تو نہایت غمگین، خوفزدہ، پریشان تھے۔ فوراً اونٹ پر سوار ہوکر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور روتے ہوئے مزار پارک پر حاضر ہوئے۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ خبر سن کر تشریف لائے اور حضرت بلالؓ سے اذان کہنے کی فرمائش کی۔ یہ ان سے مل کر لپٹ گئے اور صاحبزادوں کی تعمیل ارشاد میں اذان کہی۔ آواز سن کر گھروں سے مرد عورتیں بے قرار روتی ہوئی نکل آئیں اور حضورﷺ کے زمانے کی یاد نے سب ہی کو تڑپا دیا۔

تعزیتی جلسہ

۷رنومبر۲۰۱۴ء بروز اتوار صبح ۱۰ بجے دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر میں علماء کرام کا مشترکہ اجلاس ہوا۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن قاری خلیل احمد بندھانی، شیخ الحدیث جامعہ حمادیہ منزل گاہ مولانا سعود افضل ہالیجوی، مولانا الٰہی بخش ٹانوری، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے ناظم مولانا عبداللطیف اشرفی، مبلغ ختم نبوت مولانا محمد حسین ناصر، حافظ محمد رمضان نعمانی، مولانا غلام علی ڈیپر، مولانا عبدالسلام قریشی، قاری لیاقت علی، مولانا سائیں عبدالخیر، مولانا قاری عبداللہ مہاجر مکی، حافظ محمد انس، محمد اویس گجر، محمد عمیر، محمد نذیر و دیگر علماء کرام وتاجر حضرات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ مولانا ڈاکٹر خالد سومرو کے لئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی گئی۔

ایصال وثواب کے بعد یہ پروگرام ایک جلسہ کی شکل اختیار کر گیا۔ جس سے بیان کرتے ہوئے علماء کرام نے کہا کہ علامہ خالد محمود سومرو کی شہادت ایک عظیم سانحہ ہے۔ راہ حق میں جان قربان کرنے والے شہید رہنما کی سیاسی ومذہبی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ قاری خلیل احمد بندھانی نے اپنے خطاب میں کہا کہ علماء دیوبند کی تاریخ قربانیوں سے مزین ہے۔ ہم وارثان نبوت، صحابہ کرامؓ واہل بیت ہیں۔ دشمن ہمیں ہمارے مشن سے نہیں ہٹا سکتا۔ مولانا سعود افضل ہالیجوی نے کہا کہ حضرت ڈاکٹر صاحب کی شہادت سے ہمیں مزید جوش وولولہ ملا ہے۔ ہم مایوس نہیں ہوئے۔ ہم انشاء اللہ حضرت شہید کے مشن کو مکمل کر کے دم لیں گے۔ مولانا عبداللطیف اشرفی نے کہا کہ حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو کا قتل قومی سانحہ ہے۔ جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ مولانا محمد حسین ناصر نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو کی شہادت کے سانحہ پر جمعیت علماء اسلام اور ڈاکٹر شہید کے بیٹوں اور بھائیوں کے غم میں برابر کی شریک ہے۔ آخر میں حضرت قاری خلیل احمد صاحب نے حضرت شہید کے بلندی درجات کے لئے دعا کرائی۔

جب بارہ سو صحابہ کرامؓ ختم نبوت پر نچھاور ہوگئے

انتخاب: وزیر اللہ باجوڑی

یہ صدیق اکبرؓ کا عہد خلافت ہے۔ یمامہ کے میدان میں بارہ سو صحابہ کرامؓ کی لاشیں بکھری پڑی ہیں۔ کسی کا سر تن سے جدا ہے۔ کسی کا سینہ چرا ہوا ہے۔ کسی کا پیٹ چاک ہے۔ کسی کی آنکھیں نکلی ہوئی ہیں۔ کسی کی ٹانگ نہیں ہے۔ کسی کا ہاتھ نہیں ہے۔ کسی کا بازو کندھوں سے جدا ہے۔ کسی کی ٹانگ جسم سے الگ پڑی ہے اور کسی کا جسد ٹکڑوں میں تقسیم ہوگیا ہے۔ یہ بارہ سو صحابہؓ اپنے خون میں نہا کر یمامہ کے میدان میں اس شان سے چمک رہے ہیں کہ چرخ نیلوفری پہ چمکنے والے ستارے انہیں دیکھ کر رشک کر رہے ہیں۔ یوں محسوس ہو رہا ہے کہ آسمانی ہدایت سے ایک کہکشاں زمین پہ اتر آئی ہے۔ یہ کون لوگ ہیں؟

اہل دنیا! یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ کے نبی جناب محمد عربی ﷺ نے اپنی آغوش نبوت میں لے کر پروان چڑھایا۔ جو مکتب نبوت محمدیہؐ کے فارغ التحصیل تھے۔ جن کے سینوں میں ایمان اور قرآن خود رسول خاتم ﷺ نے اتارا تھا۔ جنہیں اس دنیا میں ہی رب العزت نے جنت کے سرٹیفکیٹ جاری کر دیئے تھے۔ جو اس مرتبے کے مالک ہیں کہ آج کی پوری امت مل کر بھی ان میں سے کسی ایک کے برابر نہیں ہو سکتی۔

یہ شہداء جو شہادت کی سرخ قبا پہنے استراحت فرما رہے ہیں ان میں سے سات سو حفاظ قرآن ہیں۔ ستر بدری صحابہؓ ہیں جو کفر و اسلام کے پہلے معرکہ ''غزوہ بدر'' میں اپنی جانیں ہتھیلیوں پر لے کر رسول ﷺ کے پرچم تلے میدان بدر میں اترے تھے۔ اہل دنیا! یہ محمد عربی ﷺ کے دامن کے پھول تھے جو یمامہ کے میدان میں مسلے گئے۔ یہ رسول رحمت ﷺ کی جھولی کے موتی تھے جو یمامہ کے میدان میں رل گئے۔ یہ سرور کائنات ﷺ کی پچھلی راتوں کے آنسو تھے جو خاک یمامہ میں جذب ہوگئے۔

اے افراد ملت اسلامیہ! ان عظیم ہستیوں نے کس مسئلہ کے لئے پردیس میں جا کر اپنی جانیں نچھاور کیں؟ کس مسئلہ کے لئے انہوں نے اپنی شمشیروں کو بے نیام کیا اور گھوڑوں پر بیٹھ کر بجلی کی سرعت سے یمامہ کی طرف لپک گئے؟ ہائے افسوس! صد افسوس!! وہ مسئلہ جسے آج ہم نے منبر و محراب سے نکال دیا ہے، جو ہمارے دینی مدارس کے نصاب میں شامل نہیں ہے۔ جو سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھایا نہیں جاتا۔ یعنی ''مسئلہ ختم نبوت'' حضور اکرم ﷺ کے دعویٰ نبوت سے لے کر وصال نبوی تک تیس سال کے لگ بھگ جو عرصہ بنتا ہے اس میں جتنے غزوات ہوئے، جتنی جنگیں ہوئیں، جتنے تبلیغی وفود دھوکہ سے شہید کئے گئے اور کفار کے مظالم سے جو صحابہ کرامؓ شہید ہوتے رہے ان کی کل تعداد ۲۵۹ ہے۔ یعنی پورے دور نبوی میں پورے اسلام کے لئے جو کل صحابہؓ شہید ہوئے ان کی تعداد ۲۵۹ اور صرف مسئلہ ختم نبوت کے لئے جو صحابہؓ شہید ہوئے ان کی تعداد بارہ سو ہے۔ جن میں سے سات سو حفاظ قرآن ہیں۔

جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے پاس چالیس ہزار جنگجوؤں کا لشکر تھا۔ مال و دولت کے بھی ڈھیر تھے۔ ادھر مسلمان وصال نبوی کے غم سے نڈھال تھے، طرح طرح کے فتنے کھڑے ہو گئے تھے۔ حالات انتہائی نامساعد تھے۔ مدینہ منورہ کی نوزائیدہ ریاست کو ہر طرف سے خطرہ تھا۔ لیکن سیدنا صدیق اکبرؓ نے تخت ختم نبوت اور تاج ختم نبوت پر ڈاکہ زنی کو برداشت نہ کیا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ صدیقؓ تو زندہ ہو اور اس کے آقا ﷺ کی مسند نبوت پر کوئی بدطینت بیٹھنے کی ناپاک جسارت کرے۔

یار غارؓ نے خطرناک حالات کی بالکل پرواہ نہ کی اور مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے پہلا لشکر حضرت شرجیلؓ کی قیادت میں روانہ کیا۔ لیکن مسیلمہ کذاب نے اس لشکر کو شکست دی۔ دوسرا لشکر حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل کی قیادت میں روانہ کیا۔ لیکن مسیلمہ کذاب کی فوج نے اس لشکر کو بھی شکست دی۔ فولادی عزم کے مالک جناب صدیق اکبرؓ نے ہمت نہ ہاری۔ حضرت شرجیلؓ اور حضرت عکرمہؓ دونوں کو ہدایت جاری کی کہ مدینہ لوٹ کرمت آنا۔ تمہارے آنے سے بددلی پھیلے گی۔ تم دونوں وہیں پہ انتظار کرو۔ میں تمہاری مدد کے لئے سیف اللہ خالدؓ بن ولید کے لشکر کو روانہ کر رہا ہوں۔ سیدنا خالدؓ بن ولید یمامہ پہنچتے ہیں اور مسلمانوں کا لشکر مسیلمہ کے لشکر کے سامنے صف آراء ہوتا ہے۔ اہل یمامہ بڑی بہادری سے جم کر لڑتے ہیں۔ دونوں طرف سے گھمسان کی جنگ ہوتی ہے اور انسانی جسم گاجر مولی کی طرح کٹ کٹ کر زمین پر گرتے ہیں۔ مسلمان بڑی جانثاری سے لڑتے ہیں۔ لیکن مسیلمی لشکر سیسہ پلائی دیوار کی طرح کھڑا ہے۔ آخر حضرت خالد بن ولیدؓ میدان جنگ میں کھڑے مسیلمہ کذاب کو دیکھ کر عقاب کی طرح اس کی طرف لپکتے ہیں اور ساتھیوں کے ساتھ یکبارگی زبردست حملہ کرتے ہیں۔ جس سے مسیلمیوں کے قدم اکھڑ جاتے ہیں۔ مسلمان شیروں کی طرح دھاڑتے ہوئے مسیلمہ کذاب کی فوج پر پل پڑتے ہیں اور انہیں تیزی سے قتل کرنے لگتے ہیں۔ اللہ پاک مسلمانوں کو فتح عطاء کرتے ہیں۔ مسیلمہ کذاب کے چالیس ہزار لشکر میں سے ستائیس ہزار سپاہی میدان جنگ میں مارے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ ہی مسیلمہ کذاب بھی جہنم واصل ہو جاتا ہے اور اس کی جھوٹی نبوت بھی مجاہدین ختم نبوت کے ہاتھوں میدان یمامہ میں ہمیشہ کے لئے دفن ہو جاتی ہے۔ لیکن اس جنگ میں مسلمانوں کا بھی ایسا نقصان ہوتا ہے جو اس سے قبل اسلامی تاریخ میں کبھی نہ ہوا تھا۔ بارہ سو صحابہ کرامؓ نے خود کو خاک و خون میں تڑپا دیا۔ لیکن جھوٹی نبوت کے وجود کو برداشت نہ کیا۔ انہوں نے اپنی بیویوں کو بیوہ کر لیا۔ اپنے لاڈلے بچوں کو داغ یتیمی دے دیا۔ بوڑھے والدین کے بڑھاپے کی لاٹھیوں کو توڑ دیا۔ اپنے پیارے وطن مدینہ منورہ کو خیرباد کہہ دیا۔ مسجد نبوی اور روضہ رسولؐ سے جدائی برداشت کر لی۔ لیکن ان کی غیرت جھوٹی نبوت کو برداشت نہ کر سکی۔

مسلمانو! صحابہؓ کے عہد کا جھوٹا مدعی نبوت مسیلمہ کذاب تھا اور ہمارے عہد کا جھوٹا مدعی نبوت مرزا قادیانی ہے۔ جتنے خطرناک مسیلمہ کے پیروکار تھے، اس سے کہیں زیادہ خطرناک مرزا قادیانی کے پیروکار ہیں۔ مرزا قادیانی اور اس کی شیطانی جماعت کا کفر وارتداد مسیلمہ کذاب اور اس کی ابلیسی پارٹی سے زیادہ موذی ہے۔ آج جب میں کسی مسلمان کو قادیانی سے ہاتھ ملاتے دیکھتا ہوں تو مجھے صحابہؓ کے کٹے ہوئے ہاتھ یاد آ جاتے ہیں۔ جب میں کسی

مسلمان کو قادیانی سے بغل گیر ہوتے اور قادیانی کے گلے میں بازو حمائل کئے دیکھتا ہوں تو مجھے صحابہؓ کے کٹے ہوئے بازو تڑپانے لگتے ہیں۔ جب میں کسی مسلمان کو پاؤں گھسیٹتے ہوئے کسی قادیانی کے گھر میں داخل ہوتے دیکھتا ہوں تو مجھے صحابہؓ کے کٹے ہوئے پاؤں رلانے لگتے ہیں۔ جب میں کسی مسلمان کو کسی قادیانی سے ٹھنڈی میٹھی باتیں کرتا سنتا ہوں تو میرے کانوں میں میدان یمامہ میں مرتدین کے خلاف لڑتے ہوئے صحابہؓ کی زبان سے تکبیر کی ولولہ انگیز صدا گونجنے لگتی ہے۔ جب میں کسی مسلمان کو قادیانیوں کی شادیوں میں ہنس ہنس کر شامل ہوتے دیکھتا ہوں تو مجھے صحابہؓ کے یتیم بچے یاد آجاتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ بھی کلمہ طیبہ پڑھتے تھے۔ یہ مسلمان بھی کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ بھی رسول اللہ ﷺ کے امتی تھے۔ یہ ”مسلمان“ بھی رسول اللہ ﷺ کے امتی ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ بھی عقیدہ ختم نبوت پر پکا یقین رکھتے تھے۔ یہ ”مسلمان“ بھی عقیدہ ختم نبوت پر ایمان رکھنے کے پرزور دعویدار ہیں۔ لیکن صحابہؓ کی ختم نبوت کے ڈاکوؤں سے جنگ، ان کی ختم نبوت کے ڈاکوؤں سے دوستی، ان کا عقیدہ ختم نبوت پر سب کچھ قربان، ان کے ختم نبوت کے باغیوں سے کاروبار، انہوں نے نبی کریم ﷺ کی عزت وناموس پر اپنا گوشت اور لہو قربان کردیا۔ یہ قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ کرنے کو بھی تیار نہیں۔ یہ تفاوت کیوں؟ قول وفعل میں اتنا خوفناک تضاد کیوں؟

کہیں ایسا تو نہیں کہ انہوں نے کلمہ طیبہ صرف حلق سے اوپر اوپر پڑھا ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ کے امتی ہونے کا اعلان صرف نوک زبان تک ہے؟ کیا عقیدہ ختم نبوت پر ایمان ہونے کا اعلان صرف فضا میں الفاظ باری تو نہیں؟ کیا عشق رسول اللہ ﷺ کا دعویٰ محض سخن طرازی تو نہیں؟ کیونکہ ان کا کردار ان کے دعویٰ کی نفی کررہا ہے۔

مسلمانو! جس جسم کے رگ وریشہ میں حضور ﷺ کی محبت ہوتی ہے۔ وہ جسم قادیانیوں سے ہاتھ نہیں ملایا کرتا۔ وہ جسم قادیانیوں سے بغل گیریاں نہیں کرتا۔ وہ جسم کسی قادیانی کی تقریب میں شامل نہیں ہوسکتا۔

آیئے! اپنے اپنے جسم میں محبت رسول اللہ ﷺ کو دیکھتے ہیں۔ کیونکہ اللہ سب کچھ دیکھ رہا ہے اور موت کا فرشتہ گھات لگائے بیٹھا اللہ کے حکم کا انتظار کررہا ہے اور پھر موت کا پوسٹ مارٹم ہمارا سب کچھ ہمارے سامنے رکھ دے گا۔

نسخہ جوہر زیتون
لعنت اللہ علی الکاذبین ترجمہ: جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت
1500/- روپے
فوائد جوہر زیتون
قائم شدہ 1950
شعبہ طب نبوی دارالخدمت
0308-7575688
0345-2366562
جوہر زیتون

روایت لا تقولو لا نبی بعدی

آخری قسط

مولانا رضوان عزیز

ے...... مرزائی نبوت کفر کی سرزمین پر اگنے والا دھوکے کا شجر خبیثہ ہے اس لئے ان سے کسی خیر کی توقع سورج کی پیشانی سے شبنم کشید کرنے کی سعی لاحاصل ہے اس لئے مرزائی دھوکہ دینے کے لئے کچھ عبارت بھی پیش کرتے ہیں جن میں قطع و برید کر کے اپنا الوسیدھا کرتے ہیں۔ مرزائی یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب آپ ﷺ کی صریح حدیث موجود تھی "انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں تو حضرت عائشہؓ نے اس صحیح صریح حدیث کی مخالفت کیوں فرمائی؟۔ اس ممکنہ اعتراض کا جواب دیتے ہوئے امام قرطبیؒ اپنی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں: "ولیس بعدنبینا علیہ الصلوٰۃ و السلام نبی ای یدعی النبوۃ بعدہ ابتداء" (تفسیر قرطبی ج۱۱ص ۲۸) یعنی ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اس کا مطلب ہے ایسا نبی جو نیا نبوت کا دعویٰ کرے ایسا نبی نہیں ہے۔ اور اس لئے علامہ حافظ احمد بن علی ابن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ ارشاد فرماتے ہیں:

فوجب حمل النفی ای فی قولہ (ﷺ لانبی بعدی): علی انشاء النبوۃ لاحد من الناس لاعلی نفی وجو د نبی کان قد نبی قبل ذالک (الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۲ص ۲۷۳)

علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے اپنے بعد نبوت کے نفی فرمانے کو انشاء نبوت پر محمول کیا جائے گا یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا مدعی نبوت نہیں آئے گا اور اس لا نبی سے ان انبیاء کے نفی مقصود نہیں ہے جو پہلے سے نبی ہیں اور یہی مراد حضرت عائشہؓ کی تھی کہ کہیں امت لا نبی بعدی کی وجہ سے نزول عیسیٰؑ کا انکار بھی نہ کر بیٹھے۔ مرزائی امت کے نباش جب ہر طرف سے عاجز آجاتے ہیں تو بھرا کابرین امت کی عبارات کو سیاق وسباق سے ہٹا کر پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں لیکن یہ بھی بارش سے بچنے کے لئے پرنالے کے نیچے کھڑے ہونے والی بات ہے۔ آیئے ذرا! مرزائی فنکاروں کی پھرتیاں ملاحظہ کریں: فار من المطر و قام تحت المیزاب!

دھوکہ نمبر ا:...... عالم بے بدل حضرت ابن قتیبہؒ فرماتے ہیں: "حضرت عائشہ کا یہ قول آنحضرت ﷺ کے فرمان "لانبی بعدی" کے مخالف نہیں کیونکہ حضور ﷺ کا مقصد اس فرمان سے یہ ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو میری شریعت کو منسوخ کرنے والا ہو۔ (تاویل مختلف الاحادیث ص ۲۳۶)

جواب...... یہاں بھی مرزائی حضرات نے اسے اپنی ادھوری نبوت کے ثبوت کے لئے ادھوری عبارت نقل کی ہے۔ پہلے تاویل مختلف الاحادیث کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو۔ "واما قول عائشہؓ : قولوا لرسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ولا تقولوا لانبی بعدہ فانھا تذھب الی نزول عیسیٰؑ علیہ السلام، ولیس ھذا من قولھا ناقضاً لقول النبی ﷺ لانہ اراد لانبی بعدی ینسخ ماجئت بہ کما کانت الانبیاء علیھم السلام تبعث بالنسخ و ارادت ھی لاتقولو اان المسیح لاینزل بعدہ" (تاویل

مختلف الاحادیث لابن قتیبہ ص ۲۳۶)

(حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کو خاتم النبیین کہو اور یوں نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تو آپؓ کے اس فرمان کا تعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے ہے اور یہ قول آنحضرت ﷺ کی حدیث ''لا نبی بعدی'' کے خلاف نہیں ہے کیونکہ یہاں اس کا مطلب ہے کہ ایسا کوئی نبی نہیں آئے گا جو میری شریعت کو منسوخ کر دے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام سابق شرع کو منسوخ کرنے کے لئے مبعوث کئے جاتے تھے جب کہ اس کا مطلب یہ تھا تم یہ نہ کہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی بعد میں نہیں آئیں گے)۔ اب مرزائی حضرات نے پوری عبارت کو شیر مادر سمجھ کر ہضم کر لیا اور صرف اتنی بات نقل کی ''اب کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو میری شریعت کو منسوخ کر دے'' لیکن مرزائی امت کو کیا معلوم تھا کہ اتنی سی عبارت بھی ہمارے گلے میں ہڈی بن کر پھنس جائے گی اس لیے کہ مرزا کا دعویٰ تو قرآن کریم جو حضرت محمد ﷺ پر اترا اور آپ ﷺ کے فرمودات کے منسوخ اور ختم کرنے کا ہے اس لئے عالم بے بدل کی بات نے مرزائی کی شکل بدل کر رکھ دی ہے۔ ملاحظہ کریں مرزا کس طرح ناسخ شریعت محمدیہ بن بیٹھا ہے۔

حوالہ نمبر ۱:...... ''ہم کہتے ہیں قرآن کہاں موجود ہے؟ اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے اس لئے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول ﷺ (مرزا غلام کادیانی) کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے آپ پر قرآن شریف اتارا جائے۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۷۳ از مرزا بشیر احمد کادیانی)

حوالہ نمبر ۲:...... ''جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اس طرح اس کلام کو بھی جو میرے اوپر نازل ہوتا ہے۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔'' (حقیقۃ الوحی ص ۲۲۰، روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۰)

حوالہ نمبر ۳:...... ''میرے اس دعویٰ کی بنیاد حدیث نہیں قرآن اور وحی ہے جو میرے اوپر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف (جو میرے اوپر نازل ہوا) اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔'' (ازالۃ الاوہام حاشیہ ص ۱۷۷، روحانی خزائن ج ۳ ص ۱۴۰)

حوالہ نمبر ۴:...... ''اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہو اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۱۰ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۱۵)

اب بتایئے! یہ تو محمد عربی ﷺ کی شریعت قرآن اور حدیث کو منسوخ کرنے کا مدعی ہے تو حضرت ابن قتیبہؒ کی عبارت تو الٹا آپ کے لئے موت کا بلیک وارنٹ ثابت ہوئی کی اس میں ایسے نبی کی آمد ممنوع بتائی تھی ہے جو پیغمبر ﷺ کی شریعت کو منسوخ کر دے لہٰذا اس عبارت سے آپ کی فرنگیانہ نبوت کے سینگ سمانے کی جگہ نہیں نکل سکتی۔ بقول غالب:

بے کاری جنوں کو ہے سر پیٹنے کا شغل
جب ہاتھ ٹوٹ جائیں تو پھر کیا کرے کوئی

بے کار نبی کی بے کارامت وہ تمام حوالے جو اس عنوان پر پیش کرتی ہے کہ اب ایسا نبی پیدا نہیں ہوگا۔ جو صاحب شریعت جدیدہ ہو اور میری شریعت کا ناسخ ہو اس کو مرزا غلام کادیانی پر منطبق کرنے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ مرزا صاحب کوئی نئی شریعت نئی وحی یا نئی دین لے کر تو نہیں آئے۔ تو مندرجہ بالا چار حوالے ان کے جھوٹ کا پول کھولنے کے لئے کافی ہیں اس لئے وہ تمام عبارات جن میں نبوت جدیدہ کی نفی ہے ان کو اپنے موقف کی تائید میں پیش کرنا سراسر تلبیس وفریب ہے۔ وہ عبارات جن سے مرزائی امت کو دھوکہ دیتے ہیں۔ مندرجہ ذیل ہیں:

۱...... محدث امت امام محمد طاہر گجراتی فرماتے ہیں: حضرت عائشہؓ کا یہ قول لا نبی بعدی کے منافی نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کی مراد یہ ہے ایسا نبی نہیں ہوگا جو آپ ﷺ کی شریعت کو منسوخ کردے۔

(تکملہ مجمع البحار ص ۸۵) اس عبارت میں مرزائی نبوت کی کاریگری کارفرما ہے اصل عبارت یہ ہے۔ ''فی حدیث عیسیٰ علیہ السلام انہ یقتل الخنزیر و یکسر الصلیب و یزید فی الحلال بان یتزوج قبل رفعہ الی السماء فزاد بعد الھبوط فی الحلال فحینئذ یومن کل احد من اھل الکتاب یتیقن انہ بشر و عن عائشہؓ قولوا انہ خاتم الانبیاء و لاتقولو لانبی بعدہ وہذا ناظراً الیٰ نزول عیسیٰ وہذا ایضاً لانھا فی حدیث لانبی بعدی لانہ اراد لانبی ینسخ شرعہ''

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑ دیں گے اور حلال چیزوں میں زیادتی کریں گے۔ یعنی نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی آسمان کی طرف چلے جانے سے پہلے انہوں نے شادی نہیں کی تھی ان کے آسمان سے اترنے کے بعد حلال میں اضافہ ہوا۔ اس زمانے میں ہر ایک اہل کتاب ان پر ایمان لائے گا یقیناً یہ بشر ہیں اور صدیقہ عائشہؓ فرماتی ہیں حضور ﷺ کو خاتم النبیین کہو اور یہ نہ کہو آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے اور صدیقہؓ کا یہ فرمان اس بات کے پیش نظر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور یہ نزول عیسیٰ علیہ السلام حدیث شریف ''لانبی بعدی'' کے مخالف نہیں ہے اس لئے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے ایسا نبی نہیں آئے گا جو آپ کے دین کے لئے ناسخ ہو) انتھی بکلامہ!

اب فیصلہ قارئین خود فرمالیں کہ مرزائی امت نے کس قدر دجل سے کام لیا ہے عبارت سے اپنے مطلب کا ایک جز نقل کیا اور بقیہ ساری عبارت سے آنکھیں بند کرلیں اس لیے کہ اس سے کا عقیدہ نیست و نابود ہو رہا تھا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب قرآن وحدیث اجماع وتواتر نے تمہارے افکار ونظریات کو دھتکار دیا ہے اور انکار ختم نبوت سے تمہارے ایمان کا خرمن جل کر راکھ ہو چکا ہے تو اب اس خاک سے اقوال اکابر ڈھونڈ کر کیا گل کھلانا چاہتے ہو۔ بقول شاعر:

جلا ہے جسم جہاں دل بھی جل گیا ہوگا
کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہے؟

دینی مدارس ...... اعتدال پسند اور انسانیت نواز ادارے

معتصم چارسدوی

مدارس اسلامیہ، مکاتب دینیہ شرعی اداروں کے قیام کے مقاصد، اغراض اور فوائد ارباب عقل و دانش پر مخفی نہیں ہے۔ کن عصری مجبوریوں، قومی ضرورتوں اور ملی تقاضوں کی بنیاد پر مدارس، مکاتب اور اسلامی تعلیم گاہوں کا باضابطہ طور پر قدیم اسلوب سے انحراف کرتے ہوئے انہیں روایتی خطوط پر مزید اضافہ، جدید اسلوب اور مفید و مستحکم عناصر کے ساتھ قیام عمل میں آیا۔ مدارس اسلامیہ کے تاریخی حالات سے آشنا حضرات اس پس منظر اور نکتہ تبدیلی سے بخوبی آگاہ ہیں۔ مدارس اسلامیہ کی اولین ترجیح اسلام کا تحفظ، اسلامی اقدار کی صیانت اور شرعی و ملی مسائل کا حل ہے اور اس کا نمایاں ہدف ایسے رجال کار کو پیدا کرنا ہے جو امت کی فلاح و بہبودی کی خواہش لئے ہوئے عصری شر و رو فتن کے انسداد، تخریبی و طاغوتی قوتوں کی سرکوبی کے لئے مستعد اور ہر نوعیت کی علمی، عملی، شعوری اور حربی سرگرمیوں کو انجام دینے کی طاقت رکھتے ہوں۔ جو ملت اسلامیہ پر منڈلانے والے داخلی و خارجی خطرات کا دفاع کر سکتے ہوں۔ اسلامی اور قرآنی علوم کی اشاعت اور دینی امور کی تبلیغ کا مخلصانہ جذبہ رکھتے ہوں۔ امت میں بیداری، جذبہ حریت اور اسلامی ذہنیت کو وسعت کے ساتھ پھیلانے کی قوت رکھتے ہوں۔ اخلاص، للّٰہیت اور یکسوئی کے ساتھ خدمات انجام دینے کی سکت رکھتے ہوں۔ مسائل سے آشنا، حالات سے باخبر اور مخالف عناصر سے بخوبی آگاہ ہوں۔ دعوتی و دینی راہوں میں ناپسندیدہ عوارض پیش آنے سے چراغ پا ہونے کے بجائے ضبط کا مادہ رکھتے ہوں اور قرآنی احکامات، نبوی ارشادات اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اصول حیات پر عمل پیرا ہوں۔

مدارس عربیہ اور دینی ادارے صدیوں سے ایک مخصوص نظم و نسق کے ساتھ آزادانہ دینی و ملی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان مدارس سے ایسے علماء اور قرآن، احادیث، اس سے متعلقہ علوم کے ایسے ماہرین پیدا ہو رہے ہیں جو ہر معاملے میں عوام و خواص کی ذاتی و انفرادی نیز اجتماعی زندگی میں راہنمائی کرتے ہیں۔ کل ملا کر مدارس اسلامیہ اور دینی ادارے جن اغراض و مقاصد کے تئیں متحرک و فعال ہیں ان کے بارے میں کسی بھی پہلو سے **Wrong Fellings** نہیں ہو سکتی اور ویسے بھی مدارس اسلامیہ کی صحیح تاریخی اسناد، ملی خدمات اور مدارس کے انسانیت پر احسانات سے آگاہ افراد کا بھی خیال ہے کہ مدارس بے داغ، صاف ستھرے اور انسانیت شناس ادارے ہوتے ہیں۔ جن سے انسانیت کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہے۔ اور واقعہ بھی یہی ہے کہ ان مدارس و مکاتب کے ذریعہ ہر زمانے میں قومی مقاصد کی تکمیل ہوئی ہے۔ تہذیب و تمدن کی حفاظت ہوئی ہے اور قومی سرمایوں کی حفاظت ہوئی ہے اور آج بھی ہو رہی ہے۔ یہ ایک واشگاف اور حتمی حقیقت ہے۔ نیز جنگ آزادی کے تئیں مدارس کے مخلصانہ خدمات اور جانثارانہ کردار، دینی مدارس و مکاتب کی اہمیت، ضرورت اور افادیت کی تشریح کے لئے کافی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی طبقہ مدارس اسلامیہ کے امیج کو دیدہ و دانستہ غلط کردار میں پیش کرتا ہے یا نادانستہ حقائق سے ناواقفیت کی بناء پر مدارس اسلامیہ کو زک دیتا ہے، جیسا کہ آج کل سوشل میڈیا پر لبرل،

سیکولر اور دین سے باغی ذہنیت کے چند کج فہم مدارس اور علماء پر تیر اندازی کر رہے ہیں، تو اس میں مدارس اسلامیہ کا کیا قصور ہے؟ مدارس یا مدارس پالیسی یا طریقہ کار کے خلاف جو صدائیں بازگشت کر رہی ہیں۔ وہ سب کے سب اسلام دشمنی کے جذبے سے معمور اور مغربی پروپیگنڈوں سے متاثر افراد کا کارنامہ ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ مدارس و مکاتب کو جو بعض برادران وطن دہشت گردی کے مراکز سے موسوم کرتے ہیں، انہیں وطن عزیز کی آزادی کی صحیح تاریخ کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ مدارس اسلامیہ کی کوکھ سے جنم لینے والے حضرت مولانا امام قاسم نانوتویؒ، حضرت شیخ الہندؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا مفتی محمودؒ، حضرت مولانا یوسف بنوریؒ، حضرت غلام غوث ہزارویؒ نیز وہ متعدد علماء کرام جن کے قائدانہ کردار، سپاہیانہ رول اور رضا کارانہ خدمات سے جنگ آزادی کی تاریخ روشن ہے، انہی مدارس کے سپوت تھے۔ جنھوں نے آزادی ہند کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے، جنھوں نے ملک کی آزادی کے لئے تن، من، دھن کی بازی لگادی، قومی سالمیت کے لئے قربان ہوگئے۔ وطن عزیز کو خارجی دخل اندازیوں، شورشوں اور تخریبی عناصر سے پاک کرنے کے لئے اپنی ساری صلاحیتیں وقف کیں۔ وہ ہزاروں نڈر، بے خوف، جری اور ملک کی محبت لئے ہوئے افراد، علماء اور مجاہدین آزادی انہیں مدارس اسلامیہ اور دینی اداروں کے فرزند تھے۔ مدارس اسلامیہ نے ان کی تربیت کرتے ہوئے جو نقوش چھوڑے تھے۔ وہ فقط انسانیت نوازی، انسانیت دوستی، اعتدال پسندی اور حب الوطنی پر محمول تھے۔ جن مدارس کے اغراض و مقاصد اتنے پاک ہوں۔ جن کی خدمات اتنی بے داغ ہوں اور ملک پر جن کے اتنے احسانات ہوں۔ وہ ملک کی سالمیت کے لئے خطرہ کیسے بن سکتے ہیں؟ وہ دہشت گردی کے مراکز کیسے قرار دیئے جاسکتے ہیں؟ ان پر انتہا پسندی کے الزامات کیسے لگ سکتے ہیں؟ عصری ادارے اور جامعات کے ملکی وقومی سطح پر موجودہ خدمات کا موازنہ اگر مدارس دینیہ میں چٹائی پر بیٹھنے والے درویشوں سے کیا جائے تو معلوم پڑ جائے گا کہ کس کے اندر انسانیت نوازی، عدم تشدد اور قومی سالمیت کا جذبہ ہے۔ قوانین اور آئین کی پرواہ سب سے زیادہ کس کو ہے۔ مروت، اخوت، قرابت، رواداری اور اعتدال پسندی کس کا شیوہ ہے۔ ذہنی آوارگی، جنسی انارکی اور اخلاقی گراوٹ کس کا وطیرہ ہے۔ مشرقی کلچر و روایت اور تہذیب و تمدن کی حفاظت کس کا طرہ امتیاز ہے۔ انسانی قدروں کی بے حرمتی، انسانی اعتبار و وقار کو مجروح کرنا اور مشرقی ثقافت کو مجروح کرنا کس کا پیشہ ہے۔ احتجاج، ہنگامہ آرائی، گروہ بندی، اسٹرائک، سرکاری دفاتر اور گاڑیوں کو نذر آتش کرنا یہ کن کی کارستانی ہے۔ تعلیم کے اساسی مقصد اخلاقی اقدار کی حفاظت کا خیال کس کو ہے۔ اور بابائے قوم کی مثالی زندگی، سادہ زندگی، بلند خیالی، فکری پاکیزگی اور ان کے بتائے ہوئے رہنما خطوط کو مشعل راہ کون مانتا ہے۔ مدارس اسلامیہ کے طلباء کے کارناموں اور یونیورسٹیوں، مخلوط تعلیم گاہوں اور کالجوں کے نونہالان کی کارستانیوں کا موازنہ کرنے سے حقیقت عیاں ہو جائے گی۔ ان حقائق کو پیش نظر رکھ کر بسہولت یہ فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ قومی مقاصد کی تکمیل، ملکی مفاد کی پرواہ اور انسانیت کا خیال طلبہ مدارس کر رہے ہیں نہ کہ کوئی اور۔

الغرض مدارس اسلامیہ کو دہشت گردی کا مرکز اور طلباء مدارس کو شدت پسند، انتہا پسند اور بنیاد پرست کہنا، یہ الزامات کتنے صحیح ہیں اور کتنے غلط۔ ایک منصف کیا ایک سیدھا سادہ آدمی یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ ملک کی یکجہتی، اتحاد و اتفاق، ملکی سالمیت، دستور، قانون، عدلیہ کا احترام جتنا دینی مدارس کرتے ہیں شاید ہی کوئی ادارہ کرتا ہوگا۔ مشاہدہ کرنے پر وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جائے گا کہ دینی مدارس و مکاتب اعتدال پسند، انسانیت نواز اور ملک کے وفادار ادارے ہیں۔

غیروں کی مشابہت

مولانا محمد صادق

حضور ﷺ کی اتباع میں دنیا وآخرت کی کامیابی یقینی ہے۔ مسلمان جب تک سنت نبوی ﷺ پر کاربند تھے تو دس صدی تک پورے روئے زمین پر اسلام ہی کو اقتدار اعلیٰ حاصل رہا اور اسلام ہی کا تمدن اور معاشرہ دنیا کے ہر تمدن اور معاشرے پر غالب رہا۔ دنیا کی قومیں اسلامی معاشرہ اور تمدن کو اپنے لئے باعث عزت سمجھتی رہیں اور جب حضور ﷺ کی کامل اتباع امت نے چھوڑ دی اور امت نے غیروں کے معاشرے وتمدن اور وضع قطع کو اپنایا تو ان کے وضع قطع میں ایسے رنگے کہ مسلم وغیر مسلم کی پہچان ہی ختم ہوگئی۔ حالانکہ ظاہری وضع قطع پر ہی مذاہب عالم کا امتیاز ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر شخص اپنے ظاہر ہی سے پہچانا جاتا ہے کہ اس کا تعلق کس مذہب سے ہے۔

اسی بناء پر دین اسلام میں ظاہری وضع قطع کو ایک خاص حیثیت حاصل ہے اور ایک ایک عضو کو بناوٹ میں (چاہے وہ سر کے بال یا چہرے کی داڑھی، لباس کا طریقہ حتیٰ کہ چپل کا استعمال ہو) یہود ونصاریٰ کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ اہل باطل کا اہل حق پر پہلا حملہ مذہب پر نہیں ہوتا بلکہ اس مذہب سے تعلق رکھنے والوں کے ظاہری وضع قطع پر ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ جب ظاہر خراب ہوگا تو باطن (دل) خود بخود خراب ہو جائے گا۔

علماء حق جب برصغیر میں انگریز حکومت کے مقابلے میں تھے تو مسلمان قوم کو اس بات کا سب سے زیادہ احساس دلاتے تھے کہ انگریزی حکومت تمہارے مذہب پر براہ راست حملہ نہیں کرے گی بلکہ سب سے پہلے تمہاری مذہبی روایات، اخلاق واطوار اور خصوصاً تمہاری ظاہری وضع قطع کو بگاڑنے کی کوشش کرے گی۔ ان علماء نے جس بھی پلیٹ فارم سے اپنی تحریک کا آغاز کیا انہی عقائد، مذہبی روایات، ظاہری وضع قطع کی حفاظت کی بناء پر کیا کہ اہل اسلام صرف نام کے مسلمان نہ رہیں بلکہ عمل وکردار سے مسلمان ہوں۔ اب چاہے وہ محنت تحفظ ختم نبوت کی ہو، تبلیغی ہو، سیاسی ہو، تصوفی ہو، تدریسی ہو۔ کیونکہ یہ جانتے تھے تاریخ ان کے سامنے تھی کہ اہل باطل کی کیا چال ہے؟

علماء کرام کے سامنے پادریوں کا وہ جملہ تھا جو انہوں نے بادشاہ روم کے سامنے کہا تھا کہ ”مسلمانوں کی طاقت صرف اس طریقے پر ختم کی جاسکتی ہے کہ ان کے اندر یہودیت اور نصرانیت کو فروغ دیا جائے۔“ اور یہ بات آج ہمارے سامنے ہے کہ ہم میں سے اکثر لوگ انگریزی معاشرت، ان کی تہذیب خصوصاً ان کے لباس کے دلدادہ ہیں۔ انتہاء تو یہ ہوگئی کہ مذہب کا مطالعہ رکھنے والے لوگ بھی غیروں کا لباس پہن کر اس غلط لباس کے صحیح ہونے پر قرآن وحدیث سے دلائل پیش کرنے کی سعی لاحاصل کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن وحدیث کی ہدایات اس بارے میں واضح ہیں کہ مسلمان ہر چیز میں یہود ونصاریٰ کی مخالفت کریں اور یہ مخالفت وممانعت تعصب پر مبنی نہیں۔ بلکہ غیرت وحمیت اور تحفظ خود اختیاری پر مبنی ہے کہ کوئی قوم اس وقت تک قوم نہیں کہلاسکتی جب تک اس کی خصوصیات اور امتیازات پائیدار اور مستقل نہ ہو۔

قرآن حکیم میں اللہ کا حکم ہے: ’’صبغة الله ومن احسن من الله صبغة ونحن له عابدون (البقرہ:۱۳۸)‘‘ ﴿ہم نے قبول کر لیا اللہ کا رنگ اور کس کا رنگ بہتر ہے۔ اللہ کے رنگ سے اور ہم اسی کی بندگی کرتے ہیں۔﴾ اور اللہ کے رنگ میں مسلمان کی زندگی کا رنگ جانا بنیادی طور سے اس پر موقوف ہے کہ اللہ کے دشمنوں کے طور طریق، ان کی وضع قطع اور لباس ہی سے پرہیز کیا جائے تاکہ زندگی کے ہر شعبہ میں کفر سے برأت اور اجتناب ظاہر ہو اور ایمانی رنگ مؤمن کی زندگی میں ہر طرح اور ہر جانب سے جھلکتا نظر آئے اور بے شمار احادیث نبویہ سے ثابت ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کافروں کی تشبہ کی ممانعت کی ہیں۔ مشرکین حریر اور دیباج کو استعمال کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس کے استعمال سے منع فرمایا۔ مشرکین ازار کو بطور تکبر ٹخنوں سے نیچے گھسٹتا ہوا پہنتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس کو ناجائز قرار دیا۔ مشرکین بغیر ٹوپیوں کے عمامہ باندھتے آپ ﷺ نے حکم دیا۔ ’’فرق ما بین وبین المشرکین العمائم علی القلانس (ترمذی ج۱ ص۳۰۸)‘‘ ﴿ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق یہ ہے کہ عمامہ ٹوپیوں پر باندھتے ہیں۔﴾ مسند احمد اور سنن ابی داؤد میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے: ’’من تشبہ بقوم فھو منھم‘‘ ﴿جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت کی تو وہ اسی قوم میں شمار ہوگا۔﴾ ملا علی قاریؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ حدیث میں ’’من تشبہ‘‘ سے لباس اور ظاہری امور میں مشابہت اختیار کرنا مراد ہے۔ معنوی اخلاق کی مشابہت کو ’’تشبہ‘‘ نہیں کہتے۔ بلکہ اسے ’’تخلق‘‘ کہتے ہیں (مرقاۃ ج۸ ص۲۵۵، کتاب اللباس) اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے: ’’ان ھذہ من ثیاب الکفار فلا تلبسھا‘‘ ﴿یہ کافروں کے جیسے کپڑے ہیں۔ پس ان کو نہ پہننا۔﴾

خلاصہ کلام یہ کہ جو لباس، کھانا پینا، وضع قطع اور معاشرہ حدود شرعیہ کے اندر رہے گا وہ اسلامی کہلائے گا اور جو لباس، کھانا، وضع قطع اور معاشرہ حدود شرعیہ سے خارج ہوگا وہ غیر اسلامی کہلائے گا۔ ’’تلک حدود الله فلا تعتدو ھا ومن یتعد حدود الله فقد ظلم نفسه‘‘

قارئین متوجہ ہوں!

تمام قارئین کو مطلع کیا جاتا ہے کہ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کا سفرنامہ ’’ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں‘‘ کتابی شکل میں چھپ چکا ہے۔ اس لئے ماہنامہ لولاک میں اس کی سلسلہ وار اشاعت روک دی جاتی ہے۔ حضرت مولانا کا نادر اسلوب، اکابر کی تاریخ اور فاضلانہ تجزیے کتاب کے حسن کو چار چاند لگا دیتی ہیں۔ ایک لاجواب سفر کی لازوال داستان ہے۔ پڑھتے ہوئے قاری خود کو ان مقامات پر موجود پاتا ہے۔ شستہ، برموقع، برمحل اور نپے تلے الفاظ مطالعہ کو مشاہدہ میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ مقبولیت کا یہ عالم کہ نہایت کم وقت میں کتاب کے دو ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ بک گئے۔ نہایت کم قیمت پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے طلب فرما سکتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقد
تخصص برائے تحفظ علوم ختم نبوت کا اجمالی تعارف

مولانا رضوان عزیز

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے دیگر خیر کے کاموں کی طرح ایک اہم سلسلہ کا اجراء جسے تخصص برائے تحفظ علوم ختم نبوت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، علمی اور تحقیقی دنیا میں ایک اہم پیش رفت ہے۔ پورے ملک میں ہونے والے تخصصات جس طرح اپنے اندر کچھ انفرادی خصوصیات رکھتے ہیں یہ تخصص بھی اپنے اندر بے شمار خوبیوں کا حامل ہے۔ عالمی سامراج کے پھیلائے گئے ناپاک منصوبوں سے نبرد آزما ہونے اور ہر طاغوت کے مقابل دفاع دین مبین کے لئے سیسہ پلائی دیوار کا کردار ادا کرنے والی جماعت ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے زیر اہتمام شروع ہونے والا یہ تخصص ایک علمی تحریک بھی ہے اور اسلاف کی جہد مسلسل کا امین بھی۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ امیر شریعتؒ کا سوز وساز اور فاتح قادیانؒ کا مناظرانہ انداز حضرت کشمیریؒ کی علمی تگ وتاز اور حضرت جالندھریؒ کے نالہ ہائے نیم شبی نے ایک تخصص کی شکل دھار کر بنجر زمینوں پر گلشن اسلام کی شجر کاری شروع کر دی ہے۔

فوائد

فارغ التحصیل علماء کرام کے لئے یہ تخصص اللہ کی طرف سے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ جس کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ اس تخصص سے ایک عالم بلند پایہ خطیب، بے بدل ادیب، محقق مناظر اور اتحاد امت کا داعی بن سکتا ہے اور باطل کے ہر وار سے دین اسلام کا دفاع کرنے کی صلاحیت اور بدعت والحاد کے طوفان بلاخیز کے سامنے بند باندھ سکتا ہے۔

نصاب

ایک سالہ تخصص کے نصاب کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے پہلی تین سہ ماہی میں اسباق اور تربیت اور آخری دو ماہی میں عملی مشق کے لئے پورے ملک کا دعوتی سفر۔ تاکہ جو سیکھا ہے اس سے عوام کو بھی سیراب کرسکیں۔

پہلی سہ ماہی (ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم) کا نصاب

اصول تفسیر: ۱

اس میں اصول تفسیر اور کئی ایک کتب تفاسیر کی مدد سے تیار کی گئی فائل شامل نصاب ہے۔ جس سے طلبہ کرام کو ناسخ منسوخ، آیات عقائد واحکام کی معرفت، قصص امثال کے معتبر طرق، روایت معتبر تفسیری ماخذ اور غیر معتبر تفاسیر سمیت علوم قرآن پر بیش قیمت علمی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ جن سے قرآن فہمی میں مدد ملتی ہے۔

۲......تجوید

تخصص کے ساتھ ساتھ متخصصین کے لئے باقاعدہ تجوید کی درستگی کا بھی اہتمام کیا گیا ہے تا کہ جو طلبہ بوجوہ دوران تعلیم تجوید کو درست نہیں کر سکے۔ ان کی یہ کمی بھی پوری ہو جائے اور وہ بطریق احسن تلاوت کتاب اللہ کا حق ادا کر سکیں۔

۳......اصول حدیث

درس نظامی میں بقدر ضرورت اصطلاحات حدیث پڑھائی جاتی ہیں جو صالح طبیعت لوگوں کے لئے تو کافی تھیں۔ لیکن عصر حاضر میں چلنے والی الحادی آندھی نے سب کچھ الٹ پلٹ کر رکھ دیا ہے اور لاحقین کا سابقین پر اعتماد متزلزل کر دیا ہے۔ جس کے باعث متلون مزاج لوگ اس سے مطمئن نہیں ہوتے کہ فلاں حدیث میں لکھا ہے۔ جب تک اصول حدیث اور اصول جرح وتعدیل کے پیمانوں سے پورا پورا تول کر نہ دیا جائے اور پھر ستم زدہ احناف تو روز اول سے ہی محسود زماں رہے ہیں۔ اس لئے ضروری تھا کہ جس طرح شوافع حنابلہ مالکیہ وغیرہ اپنے اپنے اجتہادی اصولوں کی روشنی میں حدیث کو پرکھتے ہیں اور اس پر راہ عمل متعین کرتے ہیں تو احناف محدثین کی طرز پر طلبہ تخصص کو اصول حدیث پڑھا دیے جائیں۔ اس لئے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے فرمایا تھا: ہم رجال ونحن رجال۔

(قواعد التحدیث ۲۲۳)

اس سلسلے میں اکابر محدثین احناف کی کتب مثلاً: ’’قواعد فی علوم الحدیث از تھانوی، ظفر الامانی از علامہ لکھنوی، الرفع والتکمیل از لکھنوی‘‘ سے استفادہ کیا گیا ہے اور علامہ ابن ملقن کی المقنع فی علوم الحدیث، قواعد التحدیث از قاسمی، توضیح الافکار، الشذالفیاح اور دیگر کتب اصطلاحات کی روشنی میں اصول احناف کو مدنظر رکھتے ہوئی لکھی گئی۔ کتاب ’’عزیز الاصول فی احادیث الرسول‘‘ سبقاً پڑھائی جاتی ہے اور تخریج کی عملی مشق جو فن اسماء الرجال کا لازمی جزو ہے۔ یہ سب اس تخصص کی جداگانہ خصوصیات ہیں۔

۴......اصول فقہ

قرآن وحدیث کے بعد شریعت اسلامی کا تیسرا اہم ماخذ فقہ ہے۔ یہ ان مجتہدین کرام کی عرق ریزی کا نتیجہ ہے، جنہوں نے اپنی آج کو ہمارے کل کے لئے قربان کر دیا اور غیر منصوص اجتہادی مسائل کو نصوص کی مدد سے حل کر دیا۔ منصوص سے علت کا استنباط کر کے اس کا دائرہ غیر منصوص تک پھیلایا اور تغیر پذیر انسانیت کے لامتناہی مسائل کو شریعت کے اصول اربعہ (قرآن، سنت، اجماع، قیاس شرعی) کی روشنی میں حل فرمایا۔ مثلاً فقہ حنفی میں کم وبیش ۲۱ لاکھ ۹۰ ہزار مسائل کا استنباط کیا گیا ۳۸ ہزار دفعات سے اور ۳۸ ہزار دفعات کو وضع کیا گیا ۱۹۹ اصولوں سے۔ پس اصل بنیادی اصول تو ۹۹ ہوئے اور یہ اصول وہ ہیں جن کو مختلف کتابوں میں تعداد کی کمی بیشی کے ساتھ مختلف فقہاء نے بیان کیا ہے۔ مثال امام کرخی نے اپنے رسالہ ’’اصول کرخی‘‘ میں ۱۱۳۹ اصول ذکر فرمائے اور ابن نجیم المصری نے اپنی کتاب ’’الاشباہ والنظائر‘‘ میں ۱۲۵ اصول بیان فرمائے اور بارہویں صدی میں ترکی کے حنفی فقیہ علامہ

ابوسعید الخادمی نے حروف تہجی کے اعتبار سے لکھی گئی اپنی کتاب ،،مجمع الحقائق،، میں ۱۵۴ اصول بیان فرمائے۔ مگر سب سے جامع ”مجلۃ الاحکام العدلیہ“ کی کمیٹی کے مرتب کردہ ۹۹ اصول ہیں، جو ان سب کو جامع ہیں۔ اس لئے اس تخصص کے نصاب میں انہیں مرتب شدہ ۹۹ اصول کو شامل نصاب کر دیا گیا ہے۔

۵......اصول تاریخ

علم عمرانیات یا علم تاریخ جو اس وقت مسلم قوم کی بے توجہی کا شکار ہے۔ اب ضرورت تھی کہ اپنی قوم کو اس کے ماضی سے روشناس کروایا جائے کیونکہ جو قوم اپنے ماضی سے بے خبر ہو اس کا حال بے حال اور مستقبل مشکوک ہو جاتا ہے۔ لیکن بغیر اصول وضوابط کے تاریخ کا مطالعہ وہ تاریک اور گہری گھاٹی ہے جس میں گرتے تو کئی دیکھے گئے مگر گر کر با حفاظت نکلنے والا کوئی نہ دیکھا، الامن رحم ربی۔ یہ ظلم اس لئے ہوا کہ اسلام دشمن قوتوں نے جب دیکھا کہ مسلمان تو زیادہ تر قرآن وسنت اور فقہ کی طرف متوجہ ہیں تو تاریخ کا میدان خالی دیکھ کر اس میں انہوں نے شکوک وشبہات کی تخم ریزی کی اور اسلام کی مقدس ہستیوں کی اس قدر کردار کشی کی گئی کہ ہمارے تابناک ماضی کو شرمناک بنا دیا پس اس تاریخی فتنے کے سدباب کیلئے جس نے صحابہ واہل بیت علیہم الرضوان کی محترم شخصیتوں کو مجروح کیا ہے ہم نے تخصص میں باضابطہ اصول تاریخ کا اجراء کیا ہے جس میں ”کتاب العبر و دیوان المبتداء والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر ومن عاصرھم من ذوی السلطانہ الاکبر“ کا مقدمہ پڑھایا جاتا ہے۔

۶......اصول مناظرہ

مناظرہ جو کسی دور میں محض ایک وقتی ضرورت تھی جو احقاق حق اور ابطال باطل کیلئے اختیار کی جاتی تھی مگر آسمان نے ایسا رنگ بدلا کہ جو نا خوب تھا وہی خوب ہوا لوگ عملی زندگی سے دور ہو کر لفظی موشگافیوں میں ایسے الجھے کہ فتنہ والحاد کی گود میں جا گرے۔ حد سے بڑھی ہوئی بے اصولی کچھ اصولوں کی بنیاد بن جاتی ہے۔ جب مناظرہ ہماشما کی عادت ثانیہ بن گیا تو ضروری تھا کہ اس کے کچھ قواعد وضوابط ہوں اس لئے مختلف ادوار میں اس عنوان پر بہت کچھ لکھا گیا عصر حاضر میں اس پر جو بہترین کتاب لکھی گئی اور اس میں طلبہ کی استعداد کو مدنظر رکھا گیا ہے مفتی سیف اللہ صاحب مدرس جامعۃ الرشید کراچی کی تصنیف ہے۔ ”مناظرہ کے اصول وآداب“ اسے شامل نصاب کیا گیا ہے۔

۷......اصول خطابت

خطابت ایک ایسا وصف ہے جو تمام علوم روحانیہ کے علمبرداروں کا مشترکہ وصف رہا ہے اور دوسرے علوم کی طرح خطابت بھی انبیاء کرام علیہم السلام کی وراثت ہے مگر ہمارے اکثر فارغ التحصیل علماء کرام اس جوہر سے ناآشنا ہیں۔ نہ جانے وہ کونسی وجوہات ہیں جو علماء اور خطابت کے درمیان حائل ہو جاتی ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس دم توڑتی روایت کو پھر نئے طرز سے زندہ کرنے کا عزم کیا ہے اس تخصص کی برکت سے وہ علماء جو دو آدمیوں میں بات کرنے سے بھی گھبراتے ہیں ابر رحمت بن کر برسنے والے ثابت ہوں گے انشاء اللہ صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے۔ پہلی سہ ماہی کا نصاب مکمل ہوا۔ الحمدللہ!

دوسری سہ ماہی (صفر، ربیع الاوّل، ربیع الثانی) کا نصاب

پہلی سہ ماہی جو کہ اصولی اسباق پر مشتمل ہوتی ہے اور اس میں اصول تفسیر، اصول حدیث، اصول فقہ، اور اصول مناظرہ مکمل پڑھا دیئے جاتے ہیں تو پھر باقاعدہ مناظرہ کے اسباق شروع ہو جاتے ہیں اور دوسری سہ ماہی کا دورانیہ۔ صفر سے ربیع الثانی تک رہتا ہے۔ اس کے اسباق کی ترتیب حسب ذیل ہے:

۱......دفاع ختم نبوت ورد مرزائیت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق کہ میری امت میں ۳۰ کذاب ودجال پیدا ہوں گے جن کے دماغ میں یہ وائرس پیدا ہو جائے گا کہ ہم نبی ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی بھی انہی سوختہ بخت وحرماں نصیب لوگوں میں شامل ہے جو نبوت کے مدعی ہو کر لقمہ جہنم بنے مگر ملکہ برطانیہ کے سائے میں جنم لینے والی یہ نبوت ہندوستان کے سادہ لوح عوام کیلئے کسی فتنہ سے کم نہ تھی زعماء ملت نے بروقت اس فتنہ کی گوشالی کی مگر پھر بھی یہ فتنہ بیرونی امداد کے سہارے کسی نہ کسی صورت زندہ رہا اور امت کے ایمان پر ڈاکہ زن رہا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے یوم تاسیس سے آج تک اس عقیدہ کے تحفظ میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ اس تخصص میں خصوصیت کے ساتھ جس عنوان پر تیاری کروائی جاتی ہے وہ دفاع ختم نبوت حیات، عیسیٰ علیہ السلام ونزول عیسیٰ علیہ السلام، ردمرزائیت سمیت تمام منکرین ختم نبوت کا تعارف اور ان کی تاریخ وغیرہ اس تخصص کا لازمی خاصہ ہے۔

۲......عقائد

دین اسلام میں جو حیثیت عقائد کی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ درس نظامی کے بعد چونکہ ایک طالب علم کو عوام کی تربیت واصلاح کا فریضہ سرانجام دینا ہوتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ اسے خود بھی ضروریات دین اور ضروریات اہل السنۃ والجماعۃ کی مکمل جانکاری ہو۔ اس سلسلے میں سب سے جامع اور مدلل کتاب ''عقائد اہل السنۃ والجماعۃ'' مصنفہ شیخ الحدیث مفتی محمد طاہر مسعود صاحب داخل نصاب ہے اور سبقاً پڑھائی جاتی ہے اور اسلامی عقائد کو عقلی دلائل سے سمجھانے کیلئے حضرت مولانا ادریس کاندھلوی کی مایہ ناز تصنیف ''عقائد اسلام'' شامل نصاب ہے نیز اسلاف کے نام پر برصغیر پاک وہند میں چلنے والی سلفی تحریک کے وساوس کو سمجھنے اور مسئلہ استواء علی العرش اور دیگر مسائل صفات کو سمجھنے کیلئے مندرجہ ذیل کتب بھی شامل درس ہیں: ''القول التمام باثبات التفويض مذهباً للسلف الكرام ''تالیف سیف بن علی العصری: ''حسن المحاجه فی بیان ان الله تعالیٰ لاداخل العالم ولا خارجه ''تالیف سعید فوادہ: ''الفرق العظيم بين التنزيه والتجسيم ''تالیف سعید عبداللطیف فوادہ۔ یہ کتب شامل درس کی گئی ہیں۔

۳......ردّ عیسائیت

جس طرح عیسائیت نے اپنے ہندوستانی دور اقتدار میں امت مسلمہ کی پیٹھ میں حسب عادت چھرا گھونپا اور مرزائی نبوت کی داغ بیل ڈالی اس طرح لازم تھا کہ قرض واپس کیا جائے اور ان بین المذاہبی رہزنوں پر ان کی

اصلیت آشکارا کی جائے۔اسی عیسائیت کی طرف سے کی گئی تخم ریزی نے مرزائی نبوت کے جھاڑ جھنکار اگائے ہیں تو لازم تھا کہ جواب آں غزل کے طور پر عیسائیت کا پس منظر، پیش منظر اور تہہ منظر اجاگر کیا جائے تاکہ ان پردہ سکرین پر ناچنے والی پتلیوں کے پس پردہ ہدایت کار بے نقاب ہوسکیں اور دین عیسوی کے دعوے داروں کی قلعی کھل جائے

۴......ردّ فرق باطلہ

آگ بجھا دینا اور اس کی چنگاری کو چھوڑ دینا دانش مندی نہیں ہے۔جس فکری عیاشی اور دماغی آوارگی نے مرزائیت اور اس کے ہم نوا گمراہوں کو جنم دیا ہے اس نے کچھ اور بھی ایسے طبقے پروان چڑھائے ہیں جنہوں نے فکری گمراہی کو فروغ دیا اس لئے ضروری تھا الحاد کی ان خودرو جڑی بوٹیوں کا مکمل قلع قمع کرنے کیلئے تخصص میں ان کا علمی تعاقب اور عقائد ونظریات کا جائزہ لیا جاتا ہے

۵......دفاع صحابہ واہل بیت (رضی اللہ عنہم)

جس طرح آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور ان کی مسند کا تحفظ امت کی ذمہ داری ہے ایسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہر چیز کا تحفظ بھی امت کی ذمہ داری اور فریضہ ہے اور حضرات صحابہ واہل بیت جن کو شریعت میں معیار حق ہونے کی سند اور اتھارٹی حاصل ہے ان کا دفاع ان مقدس ہستیوں پر لگائے گئے بہتانات کا علمی محاسبہ اور صحابہ واہل بیت کے متعلق پھیلائے گئے ان تمام وساوس شبہات کا تحقیقی جائزہ جن وساوس نے ان ہستیوں سے امت کو بدگمان کرنے کی مذموم سعی کی ہے ان تمام گروہوں کا تعارف ورد، جنہوں نے جماعت صحابہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کو اپنے طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا

۶......جغرافیہ

جغرافیہ اور علم تاریخ لازم ملزوم ہیں۔جس طرح نظریاتی سرحدوں، عقائد واحکام وغیرہ کا تعارف اور دفاع ضروری ہے، اسی طرح ضروری ہے کہ قوم مسلم کا ہر فرد اپنی جغرافیائی سرحدوں سے بھی واقف ہو، عالمی سطح پر کیا سازشیں چل رہی ہیں؟ مسلمان کن خطوں میں آباد ہیں، کونسی تحریک کس سرزمین سے اٹھی، کہاں غالب اور کس علاقے میں مغلوب ہوئی؟ دریا ندی نالے اور جھیلیں کہاں ہیں اور کہاں پہاڑ حالت تشہد میں محو عبادت ہیں، ان سب باتوں کا تعلق جغرافیہ سے ہے۔اس لئے تخصص میں پروجیکٹر کے ذریعہ جغرافیہ کا سبق خصوصیت کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے۔

۷......فلکیات

احکام شریعہ مثلاً صوم، صلوۃ اور عیدین وغیرہ کا تعلق رؤیت ہلال کے ساتھ ہے۔ایسے فلک کے بے پناہ وسعتوں میں سربستہ رازہائے قدرت کو جاننا بھی اہل ایمان کی تقویت ایمان کا ذریعہ ہے۔مگر افسوس کہ فلکیات کا فن بھی مسلمانوں کی درس گاہوں سے نکل کر یورپ کی رصدگاہوں میں چلا گیا ہے اور ہم محض ان کے خوشہ چین بن کر رہ گئے ہیں۔کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ۔

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی ۔۔۔ دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس فن کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اس تخصص کے نصاب میں اسے شامل کیا ہے۔دوسری سہ ماہی کا نصاب مکمل ہوا۔الحمدللہ!

تیسری سہ ماہی (جمادی الاوّل، جمادی الثانی اور رجب) کا نصاب

ا......عربی تکلم

پوری امت مسلمہ کی مذہبی زبان عربی ہے۔اس لیے کہ ہمارے پیغمبر ﷺ بھی عربی تھے ہمارا قرآن بھی عربی ہے اور خود سرور دو عالم ﷺ نے تین وجوہات سے عرب سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:''**احبّو العرب لثلاث، لأنّي عربي و القرآن عربي ولسان اهل الجنة عربي** (الجامع الصغير، رقم: ۳۵۰) ''عرب سے تین وجہ سے محبت کرو اس لیئے کہ میں عربی ہوں قرآن عربی ہے اور اہل جنت کی زبان عربی ہے۔اللہ کا شکر ہے کہ مدارس دینیہ اس محبت کا حق ادا کرتے ہیں۔تمام مدارس کا نصاب تعلیم عربی میں ہے لیکن اس کے باوجود عربی تکلم میں روانی طلبہ کی خواہش بن کر رہ جاتی ہے جسے پورا کرنے کا موقع دوران تعلیم نہیں ملتا۔عالمی مجلس تحفظ نبوت نے اس ضرورت کا ادراک کرتے ہوئے تخصص کے طلبہ کیلئے ایک ماہ کا عربی تکلم کورس رکھا ہے تاکہ یہ عصر حاضر کی اشد ترین ضرورت بطریق احسن پوری ہو سکے

۲......مقالہ نویسی و مضمون نگاری

آخری سہ ماہی کے آخری ماہ میں طلبہ کرام تفویض کردہ عنوان پر ایک مقالہ لکھیں گے جو ۱۰۰ سے ۱۵۰ صفحات پر مشتمل ہوگا خالص تحقیقی انداز عمدہ اسلوب سے اور ماہر اساتذہ کی نگرانی سے انشاءاللہ یہ مقالہ جات علمی دنیا میں مستحق داد و تحسین ہوں گے اور ان مقالہ جات میں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے برپا کی جانے والی الحادی تحریکوں کے خدوخال دوستی کے لبادے میں امت کے ایمان پر ڈاکہ زنی کرنے والے رہبر نما، رہزنوں کا تعارف اور وہ بہت کچھ جس کی ایک مسلمان حصول علم میں تمنا کر سکتا ہے

۳......ڈیجیٹل لائبریری

جدید دور نے جس طرح دنیاوی معاملات میں انسان کو تیز کر دیا ہے دینی تحقیقات کا شعبہ بھی بہت حد تک فعال ہوگیا ہے اور کمپیوٹر کے ذریعہ لاکھوں کتب تک رسائی اور ان سے استفادہ بہت آسان ہو گیا ہے زمانے کی رو میں عوام الناس کی طرح بہہ جانے سے بہتر ہے کہ آگے بڑھ کر اس شتر بے مہار کی لگام تھام لی جائے۔اس لئے باضابطہ اس جدید ٹیکنالوجی سے استفادے کیلئے طلبہ کو ڈیجیٹل مکتبہ جات مکتبہ شاملہ، جوامع الکلم، موسوعۃ الکتب الفقہیہ، اور دیگر مکتبات کے استعمال کی عملی تربیت دی جاتی ہے۔

آخری دو ماہی (شعبان ورمضان) کا نصاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر انتظام ملک بھر میں منعقدہ شارٹ کورسز میں بحیثیت استاد شرکت اور عقیدہ

ختم نبوت کے پرچار کے لئے پورے ملک کا دعوتی سفر نیز تفویض کردہ کوئی بھی خدمت سرانجام دیں گے۔

مراعات

۱...... قیام وطعام بذمہ ادارہ۔

۲...... تمام طلبہ کرام کے لئے بلاتفریق ۱۵۰۰روپے ماہانہ وظیفہ۔

۳...... ضروری کتب کی فراہمی۔

۴...... بہترین نتائج کے حامل طلبہ اندرون اور بیرون ملک خدمت دین کے لئے بھیجے جائیں گے۔

برائے رابطہ...... مولانا محمد رضوان عزیز (مسئول شعبہ تخصص) 0332-4000744

مولانا غلام رسول دین پوری 0300-6333670 ......مولانا عزیز الرحمن ثانی 0300-43004277

سفر آخرت

☆...... جامعہ دارالعلوم ربانیہ پھلور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے نائب مہتمم قاری محمد انور صاحب کی اہلیہ محترمہ ۲۱ر دسمبر ۲۰۱۴ء بروز اتوار کو انتقال کر گئیں۔ مرحومہ بہت نیک، صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ پوری اولاد کو علماء بنایا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ نے ٹوبہ، گوجرہ، کمالیہ، پیر محل کے تمام دینی مدارس میں قرآن خوانی کرائی۔ اللہ تبارت وتعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار میں جگہ عطاء فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ آمین! عالمی مجلس کی طرف سے مولانا محمد ضیب مبلغ ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا عبدالحکیم نعمانی مبلغ ساہیوال، مفتی محمد شیراز پیر محل، قاری ناصر عمران امیر رجانہ نے شرکت کی۔

☆...... جامعہ حسنینؓ ابن علیؓ پھلور کے مہتمم حافظ محمد ندیم صاحب کے سر آغاز دسمبر میں انتقال کر گئے۔ مرحوم تمام دینی جماعتوں خصوصاً ختم نبوت سے عقیدت رکھتے تھے۔ مہمان نواز، نیک سیرت، خوش اخلاق تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ضلع ٹوبہ کے تمام مدارس میں قرآن خوانی کروائی۔ ایصال ثواب کے لئے دعا خیر کرائی گئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ آمین!

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پنوں عاقل کے نائب ناظم غلام شبیر شیخ کے والد محترم انتقال فرماگئے۔ مرحوم کی نماز جنازہ مولانا غلام اللہ صاحب بالیجی شریف نے پڑھائی۔ سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر، مقامی عہدیدار مولانا ابوطلحہ، عبدالغفار اسعدی سمیت دیگر مقامی علماء کرام اور عوام الناس نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔ مرحوم کو آبائی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

قارئین لولاک سے گذارش ہے کہ مرحومین کی مغفرت وبخشش کے لئے دعاؤں کا اہتمام فرمائیں۔

ایک عجب مردِ درویش...... حضرت میاں سراج احمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ

قسط نمبر:1 مولانا غلام رسول دین پوری

خانقاہ عالیہ قادریہ راشدیہ دین پور شریف، تحصیل خان پور، ضلع رحیم یار خان کے چشم و چراغ اور مرجع خلائق اور بحرِ شریعت و طریقت حضرت اقدس خلیفہ غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے بقیۃ السلف حضرت قبلہ مولانا میاں عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور امام الاصفیاء، ولی کامل حضرت اقدس مولانا میاں مسعود احمد مدظلہ کے والد ماجد سراج السالکین، حضرت اقدس مولانا میاں سراج احمد رحمۃ اللہ علیہ داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے لاکھوں متعلقین و متوسلین کو داغ مفارقت دے کر دارالفناء سے دارالبقاء کی طرف رحلت فرماگئے ہیں۔''ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیء عندہ باجل مسمی'' حضرت اقدس سراج السالکین رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کیا تھی؟ راقم کے لئے حضرت اقدس سراج السالکین رحمۃ اللہ علیہ پر کچھ لکھنا ایک بہت ہی دشوار گزار امر ہے۔ اس لئے کہ اتنے بڑے جلیل القدر ولی اللہ پر کچھ لکھنے کے لئے قلم اٹھانا مجھ جیسے طفلِ مکتب کے لئے باعث بے ادبی ہے۔ تاہم حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی نسبت قائم کرنے کے لئے، حضرت مولانا اللہ وسایا کے حکم اور حضرت مولانا میاں زبیر احمد دین پوری دامت برکاتہم کے فرمان پر مختصراً عرض کیا جاتا ہے:

مقام دین پور شریف

تحصیل خان پور کے مضافات میں قریب فاصلے پر''دین پور شریف'' آباد ہے۔ اس مقام پر تقریباً ۱۸۷۶ء میں قطب الاقطاب حضرت خلیفہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ حضرت سید العارفین حافظ محمد صدیق بھرچونڈوی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر قیام فرمایا۔ آبادی سے قبل یہاں خوفناک جنگل تھا اور یہ جگہ ایک نیک خاتون (جس کا تعلق اصلاح حضرت خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے تھا) نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو ہبہ کردی تھی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں رہ کر خود بھی ذکر اللہ شروع کیا اور خلق خدا کو بھی''اللہ اللہ'' سکھانا شروع کیا۔ جس کی برکت سے یہ جگہ بابرکت بنی اور''دین پور شریف'' کے نام سے پوری دنیا میں متعارف ہوئی۔

قیام مدرسہ

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خلق خدا کے لئے باطنی تربیت کے ساتھ ساتھ ظاہری تعلیم کا انتظام بھی فرمایا۔ پہلے خود پڑھاتے تھے پھر میاں جی خیر محمد رحمۃ اللہ علیہ، میاں جی محمود رحمۃ اللہ علیہ، اور میاں جی احمد دین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم کی خدمات بھی حاصل کی گئیں۔ یہ مقام وادارہ اتنا ترقی پذیر ہوا کہ یہاں سے ہزاروں کی تعداد میں حفاظ وعلماء کرام تربیت یافتہ وفیض یافتہ ہوکر اندرون ملک وبیرون ملک بحمداللہ! آج تک خدمات دینیہ میں مصروف عمل ہیں۔ بالخصوص حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ لیں۔ (جن کے تلامذہ پورے عالم

میں پھیلے ہوئے ہیں) جنہوں نے اس ادارہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام صدیق ﷫ (فاضل دارالعلوم دیو بند) سے تکمیل دورۂ حدیث شریف کی۔

تعمیر مسجد

سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ کے بزرگان کا ہمیشہ سے یہ مبارک عمل چلا آ رہا ہے کہ جہاں بھی قیام فرمایا تو سب سے پہلے ان کی اولین ترجیح مسجد کی تعمیر ہوتی تھی۔ حضرت خلیفہ ﷫ نے بھی اپنے اکابر کی سنت پر عمل فرماتے ہوئے ایک مسجد تین بڑے خوبصورت گول گنبد والی بنوائی اور خوبصورت برآمدہ جس پر چھوٹے چھوٹے خوبصورت مینار تھے۔ صحن کے متصل صدر دروازہ اور اس کے قریب مہمان خانہ بھی بنوایا۔ صدر دروازہ اور مہمان خانہ آج بھی جوں کا توں موجود ہیں۔

وفات حضرت خلیفہ ﷫

جامع شریعت وطریقت حضرت خلیفہ غلام محمد ﷫ ۳۰ر ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ، بمطابق ۲۴ر مارچ ۱۹۳۶ء منگل کی شب انتقال فرماگئے۔ حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی ﷫، شیخ الجامعہ بہاول پور نے نماز جنازہ پڑھائی اور مسجد کی مغربی جانب (دو ایکڑ کے فاصلے پر اس جگہ جہاں تنہائی میں جاکر مراقب ہوتے اور گریہ فرماتے) تدفین عمل میں آئی۔

اولاد طیبہ

چار صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہوئیں۔ صاحبزادے یہ ہیں: (۱) صاحبزادہ میاں سراج احمد (جو کم سنی میں انتقال فرماگئے تھے)، (۲) حضرت مولانا میاں عبدالہادی ﷫، (۳) حضرت میاں رشید احمد ﷫، (۴) میاں ظہیر الحق ﷫ (جو دوسری اہلیہ محترمہ، صاحبزادی امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی ﷫ سے ہوئے) جن کا ۲ر جون ۲۰۰۱ء میں دوران حادثہ انتقال ہوا۔

خلفاء کرام

یوں تو حضرت خلیفہ ﷫ کے عالم مریدین ومتوسلین آج کے خلفاء مجاز سے بدرجہا بھاری ہوتے تھے۔ لیکن حسب دستور جن حضرات کو خلعت خلافت سے نوازا اور اصلاح حق کا کام ذمہ میں لگایا ان کے اسماء مبارکہ یہ ہیں: (۱) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ﷫، (۲) شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری ﷫، (۳) امام الاتقیاء حضرت اقدس مولانا میاں عبدالہادی ﷫، (۴) شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا علامہ شمس الحق افغانی ﷫ (بعض روایات کے مطابق)

امام الاتقیاء حضرت میاں عبدالہادی ﷫

حضرت خلیفہ غلام محمد ﷫ کی اولاد نرینہ میں سب سے پہلے صاحبزادہ ''سراج احمد ﷫'' تھے۔ ان کے نام کی نسبت سے حضرت خلیفہ ﷫ کی کنیت ''ابوالسراج'' تھی۔ صاحبزادہ سراج احمد ﷫ کی وفات کے بعد

۱۹؍رجب المرجب ۱۳۲۲ھ بمطابق ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۴ء جمعہ کی شب میں حضرت مولانا میاں عبدالہادی ؒ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ تعلیم قرآن پاک میاں جی خیر محمد ؒ سے حاصل کی اور عربی وفارسی کتب کی تعلیم مختلف اساتذہ عظام سے حاصل کر کے دورۂ حدیث کی تکمیل ازہر الہند ''دارالعلوم دیوبند'' میں کر کے سند فراغت حاصل کی اور دورۂ تفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ سے پڑھا۔ حضرت خلیفہ غلام محمد ؒ نے ظاہری تعلیم دلوانے کے ساتھ ساتھ باطنی تربیت پر خود توجہ فرمائی اور خلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔ حضرت امام الاتقیاء ؒ نے اپنے والد گرامی کے علاوہ حضرت مولانا تاج محمود امروٹی ؒ، اور حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ سے بھی کسب فیض فرمایا ہے اور خلافت حاصل کی ہے۔ حضرت خلیفہ ؒ نے اپنی زندگی ہی میں جماعت کی تربیت اور ''اللہ اللہ'' سکھانے کا کام حضرت امام الاتقیاء کے سپرد فرمادیا تھا۔ بحمداللہ! حضرت امام الاتقیاء ؒ نے اپنے والد ماجد کے نقش قدم پر چل کر جماعت کی تربیت کا ایسا حق ادا فرمایا کہ ''خانقاہ عالیہ قادریہ راشدیہ دین پور شریف'' کو چار چاند لگا دیئے اور ہزاروں تشنگان نے ہر طرح سے حضرت امام الاتقیاء کے دست مبارک سے جام محبت نوش کر کے اپنی تشنگی بجھائی ہے۔ در اقدس پہ جو آیا ہے خالی نہیں گیا۔ معرفت خداوندی کا سبق لے کر اور اپنی زیست کا مقصد سمجھ کر گیا ہے۔ (جملہ احوال وواقعات کا احاطہ نہ مقصد ہے اور نہ ممکن ہے۔ تفصیل کے لئے ''ید بیضاء'' کا مطالعہ فرمائیں) بڑے بڑے صلحاء وعلماء کا حضرت امام الاتقیاء ؒ سے گہرا ربط وتعلق تھا۔ بالخصوص شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ، حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری ؒ، حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ سے۔ خانقاہ اور جماعت کا نظم سنبھالنے کے ساتھ ساتھ ملکی وملی تحریکات (خصوصاً تحریک خلافت، تحریک تحفظ ختم نبوت جمعیت العلماء ہند وپاک وغیرہ) میں خوب سے خوب حصہ لیا۔ بیسیوں دینی وتبلیغی اجتماعات اپنی سرپرستی ونگرانی میں کرائے۔ جن میں بیانات کے لئے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ، حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ، حضرت مولانا قاری محمد طیب ؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ، حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی ؒ، سائیں محمد حیات پسروری ؒ، حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی ؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھری ؒ، مولانا حبیب الرحمٰن صدر احرار، مولانا خیر محمد حجازی ؒ، سید نورالحسن شاہ ؒ، مولانا ابوالوفاء شاہجہان پوری ؒ، مولانا لال حسین اختر ؒ جیسی شخصیات ومشائخ مدعو ہوا کرتے تھے۔ زندگی مبارک کے آخری ایام اپنے والد ماجد حضرت خلیفہ ؒ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضور ﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اور فتنہ مرزائیت کی سرکوبی کے لئے وقف فرمادیئے تھے۔

جدید خطوط پر مدرسہ کا قیام

''مدرسہ عربیہ صدیقیہ راشدیہ قادریہ'' کو ۱۹۴۴ء میں جدید خطوط پر قائم فرمایا اور ۱۹۷۳ء کے سیلاب کی وجہ سے عمارت مدرسہ منہدم ہوگئی تو مدرسہ کی جدید تعمیر کرائی اور سنگ بنیاد سید المحدثین حضرت مولانا محمد یوسف بنوری ؒ اور امام الہدیٰ حضرت مولانا عبیداللہ انور ؒ کے مبارک ہاتھوں سے رکھوایا۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امام الاتقیاء حضرت مولانا میاں عبدالہادی ؒ کو کس قدر حضرات علماء دیوبند سے پیار اور مراسم

ورو ابط کا کتنا گہرا علاقہ تھا۔ خود حضرت امام الاتقیاءؒ فرمایا کرتے تھے کہ جن اکابرین سے میں نے کسب فیض کیا ہے اور جن کی سرپرستی مجھے حاصل ہے ان کی تعداد تقریباً بتیس (۳۲) ہے۔

خلفاء کرام

حضرت امام الاتقیاءؒ کے خلفاء مجاز یہ ہیں: (۱) سراج السالکین حضرت مولانا میاں سراج احمدؒ (۲) حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ (۳) حضرت مولانا میاں مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔

ضروری تنبیہ

یادر ہے کہ خانقاہ عالیہ قادریہ راشدیہ دین پور شریف کے بانی مبانی سے لے کر آج تک یہ معمول چلا آرہا ہے کہ خلافت دینے میں بہت احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ یوں نہیں کہ آج موج میں آ کر کسی کو خلافت عطاء کر دی اور پھر اگلے روز سلب کر لی۔ یہ روحانی عطیہ تو من جانب اللہ ملتا ہے اور وہ بھی مجاہدات وریاضات شاقہ کے بعد۔ کسی کو وہبی طور پر یہ عطیہ مل جائے تو یہ الگ بات ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

عموماً لوگ سوال کیا کرتے ہیں۔ یہاں سے خلافت کیوں نہیں ملتی؟ تو یادرکھیں کہ اس خانقاہ کے سجادہ نشینوں کی ہمیشہ سے یہ روایت چلی آرہی ہے کہ خلافت جلدی نہیں دیتے۔ اس لئے کہ تنکوں اور گھاس پھونس وغیرہ کو جتنا جلدی آگ لگتی ہے اتنا ہی جلدی بجھ جاتی ہے اور جب پرانے تنوں اور جڑوں کو لگتی ہے تو دیر تک سلگتی رہتی ہے۔ (سرائیکی زبان میں کہتے ہیں: ککھڑیں کو جلدی بھا لگدی اے تے جلدی وسم ویندی اے۔ پرانڑی منڈھی کو جیں ویلے بھا لگدی اے تے دیر تک پلدی رہ ویندی اے) اس لئے اس خانقاہ سے جس کو خلافت ملتی ہے تو علی وجہ البصیرت ملتی ہے۔ خلافت کا بیج نہیں بکھیرا جاتا۔ جو اپنی اصلاح کے طالب ہوتے ہیں وہ خلافت کے چکروں میں نہیں پڑتے۔

حضرت مولانا میاں سراج احمدؒ

حضرت اقدس خلیفہ غلام محمدؒ کا معمول مبارک تھا کہ جونہی بچہ یا بچی جوان ہوتی تو نہایت سادگی کے ساتھ بغیر کسی تکلف کے سنت کے مطابق اس کی شادی کر دیا کرتے۔ (بحمداللہ! یہی معمول آج تک چلا آرہا ہے) حسب معمول حضرت خلیفہؒ نے امام الاتقیاء حضرت مولانا میاں عبدالہادیؒ کا نکاح ۱۹۲۰ء میں اپنے دور افتادہ قریبی رشتے داروں (ضلع جھنگ) میں کر دیا اور حضرت امام الاتقیاء کے ہاں سب سے پہلے جس فرزند ارجمند کی ولادت باسعادت ہوئی ان کا نام حضرت خلیفہ غلام محمدؒ نے ''سراج احمد'' تجویز فرما کر رکھا اور یقیناً تحسنیک (گھٹی) بھی (عنایت) فرمائی ہوگی۔

تعلیم وتربیت

بچپن میں جب حضرت سراج السالکینؒ سن شعور کو پہنچے تو حضرت امام الاتقیاءؒ کی زیرنگرانی

ابتدائی دینی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ پھر کچھ عرصہ ''بستی درخواست'' اور ''ظاہر پیر'' کے قریب ''محسن آباد'' میں بھی پڑھتے رہے۔ سنا ہے کہ حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی ؒ سے بھی پڑھا اور شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام صدیق حاجی پوری ؒ (فاضل دارالعلوم دیوبند) اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغفور حاجی پوری ؒ (فاضل دارالعلوم دیوبند) جیسی عظیم شخصیات سے استفادہ فرمایا اور حضرت اقدس مولانا میاں زبیر احمد مدظلہ نے راقم کو بتایا کہ حضرت سراج السالکین ؒ ''ڈیرہ غازی خان'' میں ''جامع مسجد پیارے والی'' میں حضرت مولانا عبدالواحد ؒ (فاضل دارالعلوم دیوبند) سے بھی درس نظامی کی تعلیم حاصل کی ہے۔ حضرت لاہوری ؒ کی خدمت میں اور قرآن پاک کی تفسیر امام الہدیٰ بحر معرفت حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ سے پڑھی۔ حضرت سراج السالکین ؒ کا معمول مبارک تھا کہ ماہ شعبان ورمضان حضرت لاہوری ؒ کی خدمت میں گزارتے اور حضرت سراج السالکین ؒ خود فرمایا کرتے تھے کہ ''میں ستائیں برس تک حضرت لاہوری ؒ کی خدمت میں رہا ہوں۔'' اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت سراج السالکین ؒ نے اس قدر طویل عرصہ میں حضرت لاہوری ؒ کی خدمت میں رہ کر کس قدر فیوض باطنیہ حاصل کیے ہوں گے؟ اور سلوک وتصوف کے کتنے مراحل طے فرمائے ہوں گے؟ اور ایک مرتبہ ایسے ہوا کہ حضرت اقدس سراج السالکین ؒ آرام فرما رہے تھے کہ حضرت لاہوری ؒ اوپر کھڑے کھڑے روحانی توجہ ڈالتے رہے اور حضرت اقدس سراج السالکین ؒ کو مستفیض فرماتے رہے۔ حضرت لاہوری ؒ اپنے شیخ حضرت خلیفہ ؒ کی نسبت اور حضرت امام الاتقیاء ؒ کی نسبت کی وجہ سے حضرت سراج السالکین ؒ سے غایت درجہ کی محبت رکھتے اور بے حد احترام فرماتے تھے۔ حضرت لاہوری ؒ کی خدمت میں رہنے کے دوران رمضان المبارک میں افطاری حضرت شیخ لاہوری ؒ سراج السالکین ؒ کو اپنے ساتھ کراتے تھے۔ حضرت سراج السالکین ؒ خود فرمایا کرتے تھے (اور راقم نے متعدد مرتبہ براہ راست خود حضرت ؒ سے بھی سنا اور حضرت مولانا میاں زبیر احمد مدظلہ سے بھی سنا) کہ جب افطاری کے وقت ''جامع مسجد شیرانوالہ'' میں دسترخوان لگتا، دسترخوان پر قسما قسم کی مشروبات و مطعومات اور پھل وغیرہ ہوتے تھے۔ دیگر حضرات دسترخوان پر بڑے ذوق وشوق سے بغرض افطاری بیٹھتے تو میں ایک طرف ادب واحترام سے بیٹھا رہتا۔ حضرت لاہوری ؒ کے پاس صرف گڑ کا سادہ شربت ہوتا تھا تو حضرت لاہوری ؒ مجھے دیکھتے اور فرماتے کہ اپنے لئے یہ (گڑ کا شربت) حلال ہے۔ وہ (دسترخوان کی چیزیں) دوسروں کے لئے ہیں۔ اسی فیض صحبت کا اثر تھا کہ زندگی بھر مال وغیرہ لینے میں احتیاط برتی اور جب بھی حضرت سراج السالکین ؒ اپنے شیخ حضرت لاہوری ؒ کا تذکرہ فرماتے تو آنسو سے آنکھیں بھر آتی تھیں۔ سکتہ کی کیفیت طاری ہو جاتی اور وہ فرماتے ہوئے کہ کہاں سے آئیں گے اب ایسے لوگ؟ سکوت اختیار فرما لیتے یا کلام وگفتگو کا رخ تبدیل فرما لیتے۔

امام انقلاب کی صحبت اور عصری تعلیم وغیرہ

جب امام انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھی ؒ نے جلاوطنی کے بعد مراجعت وطن فرمائی تو بقول حضرت سراج السالکین ؒ: ''ہم کراچی استقبال کے لئے گئے۔ دیگر احوال کے ساتھ ساتھ حضرت سندھی ؒ نے

حکم فرمایا کہ عصری تعلیم بھی حاصل کرو۔'' تو اس دور میں حضرت سراج السالکین ؒ نے عصری تعلیم بی۔اے تک حاصل کی اور حضرت سندھی ؒ کی صحبت اختیار فرما کر دیگر تعلیم کے ساتھ ساتھ فلسفہ ولی اللّٰہی کا درس بھی لیتے رہے اور پاک و ہند کے سفر و حضر میں ان کی معیت تامہ حاصل کی۔ کسی کو کیا معلوم کہ کیا کچھ حاصل کیا ہوگا؟ حاضرین مجلس بالخصوص دینی محاذ پر کام کرنے والے حضرات علماء کرام سے امام انقلاب ؒ کے عجیب و غریب واقعات سنایا کرتے تھے۔ اے کاش کوئی انہیں قلمبند کر لیتا تو حضرات علماء کرام کے لئے رہتی دنیا تک چشم بصیرت کا کام دیتے رہتے اور یہ کہنا شاید غلط نہ ہو کہ مولانا عبیداللہ سندھی ؒ کے یہ آخری تلمیذ رشید تھے جو ہم سب کو داغ مفارقت دے گئے ہیں۔ (نور اللہ مرقدہ وبرد مضجعہ، وطاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ)

حضرت مولانا تاج محمود امروٹی ؒ کی صحبت میں

حضرت سراج السالکین ؒ نے اپنے جد امجد حضرت خلیفہ غلام محمد ؒ کے روحانی بھائی حضرت مولانا تاج محمود امروٹی ؒ کی صحبت بھی اختیار فرمائی۔ حضرت اقدس سراج السالکین ؒ خود فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا تاج محمود امروٹی ؒ خانقاہ (عالیہ قادریہ راشدیہ دین پور شریف) میں تشریف لائے۔ ''میں بھی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ حضرت امروٹی ؒ نے چائے نوش فرمائی تو اپنی بچی ہوئی چائے مجھے بھی عنایت فرمائی۔'' اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت امروٹی ؒ نے حسی چائے کے ساتھ ساتھ معنوی چائے (محبت الٰہی و معرفت الٰہی کی چائے) بھی پلا دی ہو جس کے اثرات حضرت سراج السالکین ؒ پر نمایاں نظر آتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ زندگی بھر (بالخصوص سندھ کے سفر کے دوران) حضرت امروٹی ؒ کی مزار اقدس پہ حاضری کا شرف حاصل کرتے رہے اور فیضیاب ہوتے رہے۔

حضرت سراج السالکین ؒ کا نکاح

حضرت خلیفہ غلام محمد ؒ کا انتقال پر ملال ۲۲/مارچ ۱۹۳۶ء کو ہوا۔ حضرت خلیفہ ؒ کے انتقال سے تقریباً چھ ماہ قبل حضرت اقدس سراج السالکین ؒ کی شادی و نکاح گویا حضرت خلیفہ ؒ کی حیات طیبہ ہی میں ہوا۔ راقم کو جہاں تک خبر ملی ہے، خدا کرے یہ روایت صحیح ہو کہ حضرت سراج السالکین ؒ کا نکاح خود حضرت خلیفہ ؒ نے پڑھایا اور خود امام الاتقیاء حضرت مولانا میاں عبدالہادی ؒ نے ایک نیک سیرت خاتون سے شادی کرائی۔ یہ مبارک خاتون ۱۳/مئی ۲۰۰۸ء کو انتقال فرما گئیں۔ اس نیک سیرت خاتون سے جو اولاد امجاد ہوئی اس کا مختصر تذکرہ یہ ہے۔

اولاد امجاد

حضرت اقدس سراج السالکین ؒ کی اولاد امجاد میں پانچ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہے۔ صاحبزادوں کے نام مبارک یہ ہیں: (۱) حضرت مولانا میاں مسعود احمد دامت برکاتہم (سجادہ نشین درگاہ عالیہ دین پور شریف)، (۲) میاں بلال احمد، (۳) حضرت مولانا میاں ریاض احمد، (۴) میاں فاروق احمد، (۵) میاں رفیق احمد۔ یوں تو حضرت سراج السالکین ؒ کی جملہ اولاد امجاد صاحب شرف و فضل ہے۔ مگر حضرت اقدس مولانا میاں

مسعود احمد دامت برکاتہم اپنی مثال آپ ہیں: ''آفتاب آمد دلیل آفتاب'' کا مصداق حقیقی ہیں۔ حق تلفی و ناقدر شناسی ہوگی اگر ان کا ذکر کئے بغیر چلا جاؤں۔

حضرت اقدس مولانا میاں مسعود احمد دامت برکاتہم

حضرت اقدس مولانا میاں مسعود احمد دامت برکاتہم کی ولادت باسعادت ماہ شعبان المعظم ۱۳۵۷ھ، بمطابق ۱۶راکتوبر ۱۹۳۸ء بروز بدھ بوقت صبح صادق ہوئی۔ حضرت امام الاتقیاء ؒ نے اپنے سعادت مند پوتے کو حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ کی خدمت میں پیش فرمایا تو حضرت لاہوری ؒ نے تحنیک (گھٹی) بھی (عنایت) فرمائی اور نام مبارک ''مسعود احمد'' تجویز فرمایا۔

تعلیم وتربیت

ابتدائی تعلیم گھر پر حضرت امام الاتقیاء ؒ کی زیرنگرانی حاصل کی۔ عربی وفارسی کتب کی تعلیم مختلف اساتذہ عظام سے مکمل کر کے دورۂ حدیث شریف کی تکمیل حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی ؒ سے کی۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے راقم سے ایک مرتبہ بطور تحدیث بالنعمۃ کے فرمایا کہ میرے جملہ اساتذہ کرام تقریباً فاضلین ''دارالعلوم دیوبند'' ہیں۔ پہلے حضرت امام الاتقیاء ؒ کے حکم پر حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ سے تعلق رکھا۔ (لیکن باطنی تربیت پر خود حضرت امام الاتقیاء ؒ نے خصوصی توجہ فرمائی) حضرت لاہوری ؒ کے انتقال کے بعد اپنے آپ کو حضرت امام الاتقیاء ؒ کی صحبت ومعیت اختیار کرنے کے لئے وقف فرمایا۔ گویا فنافی الشیخ کا مقام رفیع حاصل کیا۔ حضرت امام الاتقیاء ؒ نے اپنی حیات طیبہ میں خانقاہ کا انتظام وانصرام سنبھالنے کے لئے میرے حضرت کی مکمل تربیت خود فرمائی۔ حضرت امام الاتقیاء ؒ اور حضرت لاہوری ؒ کے علاوہ مولانا عبیداللہ سندھی ؒ، حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجوی ؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ، حکیم الاسلام قاری محمد طیب ؒ اور مولانا عبیداللہ انور ؒ کی توجہات کا بھی مرکز رہے۔

نکاح مبارک

حضرت اقدس مولانا میاں مسعود احمد دامت برکاتہم کا نکاح مبارک حضرت امام الاتقیاء ؒ اور والد گرامی حضرت سراج السالکین ؒ کے مشورے سے ۱۹رجولائی ۱۹۵۱ء کو اپنے عزیزوں میں ہوا اور نکاح مبارک حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ نے پڑھایا۔

اولاد طیبات

حق جل مجدہ نے آپ کو چھ بیٹے اور پانچ بیٹیاں نیک وصالح عطاء فرمائی ہیں۔ بیٹوں کے نام مبارک یہ ہیں: (۱) صاحبزادہ حضرت مولانا میاں زبیر احمد، (۲) حضرت مولانا میاں محمود احمد، (۳) حضرت حافظ میاں محبوب احمد، (۴) میاں محمد ایوب، (۵) میاں محمد یعقوب، (۶) میاں محمد داؤد۔ ان میں سے استاذ محترم حضرت مولانا میاں زبیر احمد نہایت ہی قابل استاد وشاندار مدرس ہیں۔ عرصہ دراز تک خانقاہ شریف کے مدرسہ میں جملہ علوم

وفنون کی کتب پڑھائی ہیں اور مدرسہ کی جملہ ذمہ داری، اساتذہ کرام کا نصب وعزل اور طلبہ کرام کی دیکھ بھال ان کے حوالے ہے اور بے لوث ہوکر بلا معاوضہ وتنخواہ نظم سنبھالے ہوئے ہیں اور آپ کی معاونت آپ کے صاحبزادے اور میرے مرشد کے پوتے فاضل نوجوان حضرت مولانا میاں عزیز احمد زید مجدہ اور حضرت مولانا میاں مفتی سہیل احمد زید مجدہ فرماتے ہوئے تدریسی فرائض بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ اور دوسرے صاحبزادے حضرت مولانا میاں محمود احمد مدظلہ خانقاہ شریف کی جامع مسجد میں امامت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں اور نہایت متقی اور فرشتہ صفت انسان ہیں اور تیسرے صاحبزادے حضرت حافظ میاں محبوب احمد زید فضلہ نے خان پور شہر میں اپنا مدرسہ بنایا ہوا ہے جسے حضرت اقدس والد صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی میں چلا رہے ہیں اور اس میں بنین وبنات زیر تعلیم ہیں۔ بقیہ تینوں صاحبزادے اپنی زمین وکاروبار میں مصروف ہونے کے باوجود انتہائی صالح اور شستہ مزاج ہیں۔

مضمون طوالت اختیار کرتا جارہا ہے۔ واپس آتا ہوں۔ مذکورہ شخصیات کا ذکر خیر اس لئے کیا ہے تاکہ قارئین کرام حضرت اقدس سراج السالکین ؒ کا مقام ومرتبہ اور شخصیت سمجھ سکیں کہ جن کے صاحبزادے اور پوتے پڑپوتے اس قدر صالحیت رکھتے ہوں اور دینی خدمات میں مصروف ہوں تو حضرت اقدس سراج السالکین ؒ کی شخصیت کیا ہوگی؟ اس میں نہایت اختصار سے کام لیا ہے۔ اگر تفصیل سے لکھا جائے تو مستقل کتاب تیار ہوسکتی ہے۔ لیکن راقم الحروف اتنی اہلیت نہیں رکھتا اور نہ ہی قابلیت، علاوہ ازیں بے ادبی کا دھڑکا بھی ساتھ ہے۔

حضرت اقدس سراج السالکین ؒ کی ملی وسیاسی خدمات

۱۹۴۰ء میں ''جمعیت الانصار'' (قائم کردہ مولانا عبیداللہ سندھی ؒ)، خدام خلق اور ''حزب اللہ'' کے پلیٹ فارم سے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کیا۔ قیام پاکستان کے بعد جمعیت علماء اسلام سے وابستہ ہوگئے۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جمعیت کے ٹکٹ پر قومی اسمبلی کے انتخابات میں حصہ لیا، اور ۱۹۷۷ء میں قومی اتحاد کی طرف سے الیکشن لڑا۔ جبکہ ۱۹۸۶ء میں لیاقت پور کے قومی حلقہ سے الیکشن میں حصہ لیا۔

تنبیہ!

یاد رہے کہ حضرت اقدس سراج السالکین ؒ کا مقصد حصول دنیا اور دنیاوی عزوجاہ کا حصول نہیں تھا۔ سیاست اور الیکشن میں حصہ لیا تو جذبہ خدمت خلق کا تھا اور آزاد مزاج اور اپنے نفسوں سے رہانیدہ لوگوں کے آگے سد سکندری قائم کرنا تھا اور کچھ مقصد نہیں تھا۔ ورنہ دنیا تو ذلیل ہوکر اہل اللہ کے قدموں میں گرتی ہے۔ اکثر حضرت لاہوری ؒ کا یہ مقولہ دہراتے تھے کہ: ''دنیاداروں کی دنیا کو استغنائیت کے جوتے کی نوک سے اڑاؤ'' اور بحمداللہ تعالیٰ! حضرت اقدس ؒ جب مذہبی مشیر تھے تو سینکڑوں لوگوں کو بلارشوت ملازمتیں دلوائیں اور بجلی، سڑک وغیرہ کی سہولتیں فراہم کرائیں اور ان غرباء کو حج بیت اللہ کے لئے بھجوایا جو شاید زندگی بھر نہ جاسکتے۔ مجھ راقم کو کئی مرتبہ حضرت لاہوری ؒ اور اپنے والد گرامی امام الاتقیاء ؒ کا یہ ملفوظ سنایا کہ فرمایا کرتے تھے: ''تین کاموں کے بعد پیسے نہ لیا کرو۔ (۱) تعویذ دینے کے بعد پیسے نہ لیا کرو۔ (۲) کوئی دعا کرائے تو دعا کے بعد پیسے نہ لیا کرو۔ (۳) بیعت کے بعد پیسے نہ لیا کرو۔'' اندازہ کریں جو ہستی اتنی محتاط ہو تو سیاست میں حصہ لینے سے کیا لیا ہوگا یا کیا لیتے؟ میرے مرشد حضرت

مولانا میاں مسعود احمد دامت برکاتہم اپنے جد امجد حضرت امام الاتقیاء مولانا میاں عبدالہادی ؒ کی یہ بات متعدد بار سنایا کرتے ہیں کہ حضرت امام الاتقیاء میاں عبدالہادی ؒ، حضرت مولانا عبیداللہ انور ؒ سے فرمایا کرتے تھے کہ سیاست میں ایسے اور اتنے وقت کے لئے جایا کرو۔ جیسے انسان بیت الخلاء جاتا ہے۔ کیونکہ ایک گندگی ہے۔ یہ شرعی کے متعلق نہیں فرماتے تھے۔ بلکہ مغربی و یورپین سیاست کے متعلق فرماتے تھے۔ مگر کیا کیا جائے کہ کوتاہ فہم کسی کو معاف نہیں کرتے۔ خیر! میری بلا سے۔

کاروان آخرت

۱۹؍دسمبر ۲۰۱۴ء بروز جمعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے والد مکرم الحاج میاں عبدالخالق بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ نماز جنازہ ۲۰؍دسمبر بروز ہفتہ پڑھی گئی۔ آبائی گاؤں شجاع آباد میں سپرد خاک کئے گئے۔ مرحوم نہایت نیک سیرت اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ دینی جماعتوں اور شخصیات کے ساتھ عقیدت رکھتے تھے۔ تہجد، اشراق، چاشت، اوابین اور دیگر سنن ومستحبات پابندی سے ادا فرماتے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور اہل وعیال کو صبر واستقامت عطا فرمائے۔ آمین!

۲۶؍دسمبر بروز جمعہ جناب قاری ابراہیم صاحب فیصل آباد میں انتقال فرماگئے۔ مرحوم فخر القراء قاری رحیم بخش پانی پتی کے مایہ ناز شاگرد تھے۔ جامعہ طیبہ فیصل آباد کے مہتمم تھے۔ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے آغاز سے لے کر اب تک ہر سال شرکاء کے خوردونوش کے کفیل ہوتے تھے۔ مرحوم عالمی مجلس کے متعلقین اور متوسلین سے محبت اور عقیدت کا تعلق رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ آمین!

۲۸؍دسمبر بروز اتوار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیدوالا کے سرپرست حافظ مشتاق احمد ابالوی عالم آخرت سدھار گئے۔ نماز جنازہ پیر سید جاوید حسین شاہ نے پڑھائی۔ حافظ مشتاق احمد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔ اپنی نجی مصروفیات کو نظر انداز کر کے مجلس کی خدمات کے لئے کمر کسے رہتے تھے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کی دعا فرمائیں۔

شہدائے اسلام کانفرنس

۲۰؍نومبر ۲۰۱۴ء بروز جمعرات جامعہ مدینہ مسجد خانواہن میں تیسری سالانہ شہدائے اسلام وختم نبوت کانفرنس کا انعقاد بڑے تزک واحتشام سے ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا طفیل احمد اور ملک عبدالغفور حیدری نے ادا کئے۔ مولانا قاضی احسان احمد نے مفصل بیان فرمایا۔ مولانا محمد قاسم ضیاء اور مولانا طفیل احمد نے بھی بیان کیا۔ مولانا تجمل حسین، مولانا قاری دل مراد، قاری سعید احمد گوندل، مولانا مسعود الرحمن میمن، حاجی سیف اللہ سمیت مقامی علماء کرام نے شرکت فرمائی۔ کانفرنس نہایت کامیاب اور نتیجہ خیز رہی۔ سیرت مصطفیٰ کمیٹی خانواہن کی زیر سرپرستی اس پروگرام کا انعقاد ہوا تھا۔

مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو رحمۃ اللہ علیہ کا آخری دن

مولانا محمد حسین ناصر

۲۸ر نومبر عصر کی نماز علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہید نے حقانی ہاؤسنگ سوسائٹی کی اپنی زیر تعمیر مسجد میں پڑھائی۔ نماز کے بعد اپنے بیٹے مولانا ناصر محمود سے کہا کہ تم اپنے چھوٹے بھائی عطاء الرحمٰن کی شادی کے انتظامات کرو۔ میں سکھر پیغام امن کانفرنس میں شرکت کے لئے جارہا ہوں۔ مولانا ناصر محمود نے کہا کہ بابا سائیں! گھر میں مہمان آئے ہوئے ہیں۔ کل ۲۹ر نومبر کو بھائی کی شادی ہے۔ ۳۰ر نومبر کو ولیمہ ہے۔ اتنے سارے مہمان آئیں گے اور آپ سکھر جارہے ہیں تو ڈاکٹر شہید نے کہا کہ بیٹا میں نے سکھر جماعت کو تاریخ پہلے دی تھی اور شادی کی تاریخ ہم نے بعد میں مقرر کی ہے۔ لہٰذا میں جماعت کا پروگرام نہیں چھوڑ سکتا۔ یہ کہا اور بیٹے سے رخصت لے کر چل پڑے۔

سکھر محمد بن قاسم پارک میں پیغام امن و استحکام وطن کانفرنس کے اسٹیج پر تشریف لائے۔ بیانات ہوتے رہے۔ جب اسٹیج سیکرٹری نے حضرت شہید ڈاکٹر صاحب کا اعلان کیا تو وہ کسی بہت گہری سوچ میں تھے۔ دو تین دفع آواز دینے پر وہ مائک پر تشریف لائے۔ بیان شروع کیا تو اس میں انہوں نے امن وامان کے حوالے سے سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ امن کے حوالے سے قوم اور ریاست کی ذمہ داریوں کا تعین کیا۔ توہین رسالت کے بل پر گفتگو فرماتے ہوئے کہا: مسلمان اپنی جان، مال، اولاد سب کچھ قربان کر دیں گے۔ لیکن توہین رسالت کے قانون میں تبدیلی برداشت نہیں کریں گے۔

حضرت شہید نے اپنے خطاب میں قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ پر کوئٹہ میں ہونے والے خودکش حملے کی بڑے سخت الفاظ میں مذمت کی اور کہا کہ اگر ہمارے ملک میں قائد جمعیت جیسی شخصیت محفوظ نہیں تو پھر ایک غریب مسلمان، غریب مولوی اور ہمارے یہاں بسنے والے پاکستانی کیسے محفوظ ہوسکتے ہیں۔ ایک گھنٹہ حضرت کا بیان ہوا۔ بیان کے بعد دعا کرائی۔ بار بار شہادت کی تمنا کا اظہار کیا۔ دعا کے اندر تقریباً چار دفع شہادت کی دعا کی اور سیکورٹی والوں سے کہا کہ ہٹ جاؤ! جو جماعتی ساتھی کارکن ملنے کے لئے آرہے ہیں ان کو آنے دو۔ ایک ایک ساتھی کارکن سے ملے، معانقہ کیا۔ گاڑی میں بیٹھنے لگے تو اور ساتھی ملنے آگئے تو حضرت ڈاکٹر صاحب گاڑی سے باہر آگئے۔ پھر ساتھیوں سے ملے۔ ڈرائیور نے اور سیکورٹی والوں نے کہا کہ حضرت! جلدی چلیں۔ فرمایا کہ یہ جماعتی ساتھی کارکن ہمارا سرمایہ ہیں۔ یہ محبت سے ملتے ہیں۔ پتہ نہیں پھر زندگی میں ملاقات ہو یا نہ ہو۔ تمام احباب سے آرام وسکون سے مل کر گاڑی میں بیٹھ کر اپنی آرام گاہ گلشن اقبال جامعہ حقانیہ میں تشریف لے گئے۔

صبح فجر کی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے تو ابھی فجر کی سنتیں ادا کر رہے تھے کہ شہید کر دیئے گئے۔ گاڑی میں سکھر کے حرا ہسپتال لائے گئے۔ بندہ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے ناظم مولانا عبداللطیف اشرف نے فون کیا کہ حضرت ڈاکٹر صاحب کو شہید کر دیا گیا۔ میں ہسپتال گیا۔ حضرت شہید کا چہرہ دیکھا تو ایسے لگ رہا جیسے سو

رہے ہوں۔ میں نے حضرت شہید کی پیشانی پر ہاتھ رکھا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ میرا ہاتھ پسینے سے گیلا ہو گیا ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے موت ایسی دی کہ اب ہر مسلمان یہ خواہش کرتا ہے کہ یا اللہ! مجھے ایسی ہی حضرت علامہ خالد محمود سومرو جیسی شہادت نصیب فرما۔

حضرت شہید کو اپنی جماعت جمعیت علماء اسلام کے ساتھ تو محبت تھی ہی لیکن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ان کا تعلق عقیدت والا تھا۔ ایک دفعہ سکھر جامع مسجد میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس تھی۔ بعض مجبوریوں کی وجہ سے بیان کے لئے تاریخ نہ دی۔ لیکن رات کو کانفرنس ہو رہی تھی کہ حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہید مسجد میں تشریف لے آئے۔ میں نے کہا کہ حضرت آپ؟ فرمایا کہ تاریخ دے کر تو سارے ہی آتے ہیں میں نے سوچا کہ آج بغیر تاریخ کے جائیں اور فرمایا کہ آج میں حاضری لگوانے آیا ہوں، تقریر کرنے نہیں۔ میں نے حضرت مولانا اللہ وسایا کو بتایا تو مولانا اللہ وسایا نے خود حضرت ڈاکٹر صاحب کا اعلان کر دیا اور حضرت کا اس میں بیان ہوا۔

ان کی محبت اپنے ہر کارکن کے ساتھ ایسی تھی کہ ہر ساتھی کارکن اس پر فخر محسوس کرتا تھا۔ علماء کرام وطلباء کے لئے جان قربان کرتے تھے۔ بندہ کی ویسے تو کئی دفعہ لاڑکانہ جامعہ میں حاضری ہوئی۔ ایک دفعہ اکٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ مدرسہ میں جو تیار ہوتا ہے وہی کھانا تھا تو فرمانے لگے کہ جب میں یہاں ہوتا ہوں تو طلباء کے ساتھ کھانا کھاتا ہوں۔ اس کے مجھے دو فائدے ہوتے ہیں ایک تو میرے طالب علم خوش ہوتے ہیں کہ بھاؤ ہمارے ساتھ کھانا کھاتے ہیں۔ دوسرے میرا باورچی کھانا صحیح پکاتا ہے کہ پتہ نہیں ڈاکٹر صاحب کب آجائیں اور اگر وہ آگئے اور کھانا اچھا نہ ہوا تو میری خیر نہیں۔ اس خوف سے وہ پھر طلباء کے لئے کھانا صحیح تیار کرتا ہے۔

بہرحال حضرت شہیدؒ ہر دل عزیز شخصیت کے مالک تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو موت بھی ایسی دی کہ ہر مسلمان اس موت کی تمنا کرتا ہے اور ایسا جنازہ کہ جس میں لاکھوں علماء، صلحاء، بزرگ، حفاظ، قاری شریک ہونا اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ جس نے شہادت کا سنا اس نے سفر کیا۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا میلسی کی طرف پروگرام تھا۔ ان کو شہادت کی اطلاع ملی تو فوراً بائی روڈ سفر کیا۔ سیدھے جنازہ میں شرکت کی اور واپس میلسی تشریف تحریف لے گئے۔ اسی طرح حضرت شہید کے جنازہ میں بھی علماء وصلحاء کرام نے شرکت کی اور پھر تعزیت کے لئے جو لوگ آرہے ہیں علماء کرام وصلحاء عظام، سبحان اللہ!

حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو کی شہادت پھر جنازہ پھر ان کے لئے پورے ملک میں مدارس ومساجد میں ایصال وثواب حرمین شریفین میں طواف ودعائیں۔ علماء کرام وصلحاء عظام تعزیت کا اتنی بڑی تعداد میں شریک ہونا، دعائیں کرنا یہ ظاہر ہے کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت ڈاکٹر صاحب کے حق میں قبول کیا ہوگا۔ حضرت ڈاکٹر شہید پر جتنا بھی لکھا جائے وہ کم ہے۔ اسی شعر کے ساتھ اپنے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں:

بچھڑا وہ کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

مرزا غلام احمد قادیانی کے تیس جھوٹ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی ؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوؤں کی علمائے امت نے ہر پہلو سے قلعی کھول دی ہے اور کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے سچے وارثوں کا بنیادی وصف صدق وراست گفتاری ہے۔ نبی کی زبان پر بھی خلاف واقعہ بات آ ہی نہیں سکتی اور جو شخص جھوٹ کا عادی ہو وہ نبی تو کجا ایک شریف آدمی کہلانے کا بھی مستحق نہیں۔

جو لوگ نبوت ورسالت یا مجددیت ومہدویت کے جھوٹے دعوے کرتے ہیں حق تعالیٰ ان کی ذلت ورسوائی کے لئے ان کا جھوٹ خود ان ہی کی زبان سے کھول دیتے ہیں۔ شیخ علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں: ”مامن احد ادعی النبوۃ من الکذابین الاوقد ظھر علیہ من الجھل والکذب لمن لہ ادنیٰ تمیز بل وقد قیل ما اسر احد سریرہ الااظھر اللہ علیٰ صفحات وجھہ وفلمات لسانہ (ص ۷۳)“ جھوٹے لوگوں میں سے جس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے معمولی عقل وتمیز کے شخص پر بھی اس کا جہل وکذب واضح کردیا۔ بلکہ کہا گیا ہے کہ جس نے بھی اپنے دل میں کوئی بات چھپائی اللہ تعالیٰ نے اس کے چہرے پر اور زبان کی گفتگو میں اس کو ظاہر کر کے چھوڑا۔

راقم الحروف نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ مرزا قادیانی کی تحریر میں سچائی اور راستی کا تلاش کرنا کارعبث ہے۔ بڑے بڑے جھوٹے بھی کبھی سچی بات کہہ دیتے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی نے گویا قسم کھا رکھی ہے کہ وہ کلمہ طیبہ بھی پڑھے گا تو اس میں اپنے جھوٹ کی آمیزش ضرور کرے گا۔ پیش نظر مقالہ میں بطور نمونہ تیس جھوٹ ذکر کئے گئے ہیں۔ دس آنحضرت ﷺ پر، دس حق تعالیٰ شانہ پر اور دس حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر۔

آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی پر مرزا قادیانی کے دس جھوٹ

آنحضرت ﷺ کی طرف کسی غلط بات کو منسوب کرنا خبیث ترین گناہ کبیرہ ہے۔ احادیث متواترہ میں اس پر دوزخ کی وعید آئی ہے اور جس شخص کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ اس نے ایک بات بھی آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کی ہے وہ مفتری اور کذاب ہے اور اس کی کوئی بات اور کوئی روایت لائق اعتماد نہیں رہتی۔ مرزا غلام احمد قادیانی اس معاملہ میں نہایت بے باک اور جری تھا۔ وہ بات بات میں آنحضرت ﷺ پر افتراء پردازی کرنے کا عادی تھا۔ یہاں اس کی دس مثالیں پیش کرتا ہوں۔

۱...... ”انبیاء گذشتہ کے کشوف نے اس بات پر مہر لگادی ہے کہ وہ (مسیح موعود) چودھویں صدی کے سر پر ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا۔“ (اربعین نمبر۲ص۲۳، خزائن ج۱۷ص۳۷۱)

انبیاء گذشتہ کی تعداد کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ ان کی طرف مرزا قادیانی نے دو باتیں منسوب کی ہیں۔ مسیح کا چودھویں صدی کے سر پر آنا اور پنجاب میں آنا اور یہ نسبت خالص جھوٹ ہے۔ اس طرح مرزا قادیانی نے صرف ایک فقرہ میں ڈھائی لاکھ جھوٹ جمع کرنے کا ریکارڈ قائم کیا۔

نوٹ…… پہلے ایڈیشن میں انبیاء گذشتہ کا لفظ تھا۔ بعد میں اس کی جگہ ''اولیاء گذشتہ'' کا لفظ کر دیا گیا۔ اس تحریف کے بعد بھی جھوٹ کی سنگینی میں کچھ کمی نہیں ہوتی۔

۲…… ''مسیح موعود کی نسبت تو آثار میں یہ لکھا ہے کہ علماء اس کو قبول نہیں کریں گے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۶، خزائن ج۲۱ ص۳۵۷)

آثار کا لفظ کم از کم دو تین احادیث پر بولا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ مضمون کسی حدیث میں نہیں۔

۳…… ''ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ (مسیح موعود) صدی کے سر پر آئے گا اور چودھویں صدی کا مجدد ہوگا…… اور لکھا تھا کہ وہ اپنی پیدائش کی رو سے دو صدیوں میں اشتراک رکھے گا اور دو نام پائے گا اور اس کی پیدائش دو خاندانوں سے اشتراک رکھے گی اور چوتھی دو گونہ صفت یہ کہ اس کی پیدائش میں بھی جوڑے کے طور پر پیدا ہوگا۔ سو یہ سب نشانیاں ظاہر ہوگئیں۔''
(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۸، خزائن ج۲۱ ص۳۵۹)

اس فقرہ میں مرزا قادیانی نے چھ باتیں احادیث صحیحہ کی طرف منسوب کی ہیں۔ حالانکہ ان میں سے ایک بات بھی کسی حدیث صحیح میں نہیں آئی۔ اس لئے اس فقرے میں اٹھارہ جھوٹ ہوئے۔

۴…… ''ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے دوسرے ملکوں کے انبیاء کی نسبت سوال کیا گیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ ہر ملک میں اللہ تعالیٰ کے نبی گذرے ہیں اور فرمایا کہ: ''کان فی الهند نبیاً اسود اللون اسمه کاهناً'' یعنی ہند میں ایک نبی گذرا جو سیاہ رنگ کا تھا اور نام اس کا کاہن تھا۔ یعنی کنھیا جس کو کرشن کہتے ہیں۔''

(ضمیمہ چشمہ معرفت ص۱۰، خزائن ج۲۳ ص۳۸۲)

مرزا قادیانی کی ذکر کردہ حدیث کسی کتاب موجود نہیں۔ اس لئے یہ خالص افتراء ہے۔ ظالم کو عربی کی صحیح عبارت بھی نہ بنانی آئی۔ سیاہ رنگ شاید اپنی تصویر دیکھ کر یاد آ گیا۔

۵…… ''اور آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ زبان پارسی میں بھی کبھی خدا نے کلام کیا ہے تو فرمایا کہ ہاں خدا کا کلام زبان پارسی میں بھی اترا ہے۔ جیسا کہ وہ اس زبان میں فرماتا ہے۔ ''ایں مشت خاک را گر نہ بخشم چہ کنم'' (ضمیمہ چشمہ معرفت ص۱۱، خزائن ج۲۳ ص۳۸۲) یہ مضمون بھی کسی حدیث میں نہیں۔ خالص جھوٹ اور افتراء ہے۔

۶…… ''آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔'' (ریویو ج۶ نمبر۹ ص۳۶۵، بابت ماہ ستمبر۱۹۰۷ء)

وبا کی جگہ کو بلا توقف چھوڑ دینے کا حکم کسی حدیث میں نہیں۔ یہ خالص مرزائی جھوٹ ہے۔ بلکہ اس کے برعکس حکم ہے کہ اس جگہ کو نہ چھوڑا جائے۔ ''واذا وقع بارض وانتم بها فلا تخرجوا فراراً منه''

(متفق علیہ، مشکوٰۃ ص۱۳۵)

۷...... ’’افسوس ہے کہ وہ حدیث بھی اس زمانے میں پوری ہوئی جس میں لکھا تھا کہ مسیح کے زمانے کے علماء ان سب لوگوں سے بدتر ہوں گے جو زمین پر رہتے ہیں۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۱۳، خزائن ج۱۹ ص۱۲۰)

مسیح کے زمانے کے علماء کے بارے میں یہ بات ہرگز نہیں فرمائی گئی۔ یہ ایک طرف آنحضرتﷺ پر افتراء ہے اور دوسری طرف علمائے امت پر صریح بہتان ہے۔

۸...... ’’چونکہ حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ مہدی موعود کے پاس ایک کتاب چھپی ہوئی ہوگی جس میں اس کے تین سو تیرہ اصحاب کا نام درج ہوگا۔ اس لئے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ پیش گوئی آج پوری ہوگئی۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۰، خزائن ج۱۱ ص۳۲۴)

’’چھپی ہوئی کتاب‘‘ کا مضمون کسی صحیح حدیث میں نہیں ہے۔ لطف یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے ۳۱۳ اصحاب کے جو نام ازالہ اوہام میں لکھے تھے۔ ان میں سے کئی مرزا کو کافر قرار دے کر اس کی صحابیت سے نکل گئے۔ اس لئے یہ جھوٹی روایت بھی اس کی جھوٹی مہدویت پر راست نہ آئی۔

۹...... ’’مگر ضرور تھا کہ وہ مجھے کافر کہتے اور میرا نام دجال رکھتے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ میں پہلے سے یہ فرمایا تھا کہ اس مہدی کو کافر ٹھہرایا جائے گا اور اس وقت کے شریر مولوی اس کو کافر کہیں گے اور ایسا جوش دکھلائیں گے کہ اگر ممکن ہوتا تو اس کو قتل کر ڈالتے۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۳۸، خزائن ج۱۱ ص۳۲۲)

اس عبارت میں تین باتیں ’’احادیث صحیحہ‘‘ کے حوالے سے کہی گئی ہیں اور یہ تینوں جھوٹ ہیں۔ اس لئے اس عبارت میں تو جھوٹ ہوئے۔

۱۰...... ’’بہت سی حدیثوں سے ثابت ہوگیا کہ بنی آدم کی عمر سات ہزار برس ہے اور آخری آدم پہلے آدم کی طرز پر الف ششم کے آخر میں جو روز ششم کے حکم میں ہے پیدا ہونے والا ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۹۶، خزائن ج۳ ص۴۷۵)

آخری آدم کا افسانہ کسی حدیث میں نہیں آتا۔ اس لئے یہ بھی خالص جھوٹ ہے۔ دنیا کی عمر کے بارے میں بعض روایات آتی ہیں۔ مگر وہ روایات ضعیف ہیں اور محدثین نے ان کو ’’ابین الکذب‘‘ سے تعبیر کیا ہے۔

(موضوعات کبیر ص۱۶۲)

افتراء علی اللہ کی دس مثالیں

۱...... ’’سورۂ مریم میں صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بعض افراد امت کا نام مریم رکھا گیا ہے اور پھر پوری اتباع شریعت کی وجہ سے اس مریم میں خداتعالیٰ کی طرف سے روح پھونکی گئی اور روح پھونکنے کے بعد اس مریم سے عیسیٰ پیدا ہوگیا اور اسی بناء پر خداتعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ بن مریم رکھا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۸۹، خزائن ج۲۱ ص۳۶۱)

سورۂ مریم سب کے سامنے موجود ہے۔ مرزا نے صریح طور پر جن امور کا سورۂ مریم میں بیان کیا جانا ذکر کیا ہے، کیا یہ صریح افتراء علی اللہ نہیں۔

۲...... ’’لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانے میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر (یعنی عیسیٰ علیہ السلام پر) ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور نہ کبھی سنا گیا کہ کسی فاحشہ

عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا اپنے ہاتھوں یا اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے قرآن نے یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام رکھنے سے مانع تھے۔'' (دافع البلاء ص۴، خزائن ج۱۸ ص۲۲۰)

حضرات انبیاء کرام کی طرف فواحش کا منسوب کرنا کفر ہے۔ مرزا قادیانی ایسے قصے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کرتا ہے اور ایسے کفر صریح کے لئے قرآن کریم کے لفظ ''حصور'' کا حوالہ دیتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان قصوں میں ملوث تھے۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بہتان بھی ہے اور افتراء علی اللہ بھی۔

۳...... ''اور اس عاجز کو خدا تعالیٰ نے آدم مقرر کر کے بھیجا...... اور ضرور تھا کہ وہ ابن مریم جس کا انجیل اور فرقان میں آدم بھی نام رکھا گیا ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۶۹۶، خزائن ج۳ ص۴۷۵)

یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام قرآن کریم میں آدم رکھا گیا ہے۔ خالص جھوٹ ہے اور اس مضمون کو انجیل سے منسوب کرنا دوسرا جھوٹ ہے اور یہ کہنا کہ مرزا قادیانی کو اللہ تعالیٰ نے آدم مقرر کر کے بھیجا ہے۔ تیسرا جھوٹ ہے۔

۴...... اور مجھے بتلایا گیا کہ تیری خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ ''ھو الذی ارسل رسوله...... کله'' (اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ ص۱۱۳)

کون نہیں جانتا کہ اس آیت کریمہ کا مصداق آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ پس یہ کہنا کہ تیری خبر قرآن میں ہے ایک جھوٹ۔ حدیث میں ہے دوسرا جھوٹ اور مرزا اس آیت کا مصداق ہے۔ تیسرا جھوٹ اور ان تمام باتوں کو مجھے بتلایا گیا ہے۔ کہہ کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب بدترین افتراء علی اللہ ہے۔

۵...... ''قادیان میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس عاجز کا ظاہر ہونا الہامی نوشتوں میں بطور پیش گوئی پہلے سے لکھا گیا تھا۔'' (ازالہ اوہام ص۷۳ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۳۹)

یہ بھی سفید جھوٹ اور افتراء علی اللہ ہے۔

۶...... ''لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف کی وہ پیشین گوئیاں پوری ہوتیں جس میں لکھا گیا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو (۱) اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ (۲) وہ اس کو کافر قرار دیں گے۔ (۳) اور اس کو قتل کرنے کے فتوے دیئے جائیں گے۔ (۴) اور اس کی سخت توہین ہوگی۔ (۵) اور اس کو اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔'' (اربعین نمبر۳ ص۱۷، خزائن ج۱۷ ص۴۰۴)

ان چھ باتوں کو قرآن کریم کی پیش گوئیاں قرار دینا سفید جھوٹ اور افتراء علی اللہ ہے۔

۷...... ''پھر خدائے کریم جل شانہ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی۔''

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۰۲)

اس اشتہار کے بعد مرزا قادیانی کے عقد میں کوئی خاتون نہیں آئی۔ نسل کیسے چلتی؟ اس لئے اس فقرے میں اللہ تعالیٰ کی طرف جو بشارت منسوب کی گئی ہے یہ دروغ بے فروغ اور افترائے خالص ہے۔

۸...... ’’الہام بکر وثیب‘‘ یعنی خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہوگیا اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔‘‘

(تریاق القلوب ص۳۴، خزائن ج۱۵ ص۲۰۱)

مرزا کے نکاح میں کوئی ثیب نہیں آئی۔ محمدی بیگم کے بیوہ ہونے کے انتظار میں ساری عمر کٹ گئی۔ مگر وہ بیوہ نہ ہوئی۔ اس کے بکر وثیب کا الہام محض افتراء علی اللہ ثابت ہوا۔

۹...... ’’شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا کہ اس عاجز پر ظاہر ہوگیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین کامل الظاہر والباطن تم کو عطاء کیا جائے گا سو اس کا نام بشیر ہوگا...... اب زیادہ تر الہام اس بات پر ہورہے ہیں کہ عنقریب ایک نکاح تمہیں کرنا پڑے گا اور جناب الٰہی میں یہ بات قرار پاچکی ہے کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطاء ہوگی وہ صاحب اولاد ہوگی۔‘‘ (مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۲ ص۵، مکتوبات احمدیہ جدید ج۲ ص۱۲)

یہ سارا مضمون سفید جھوٹ ثابت ہوا۔

۱۰...... ’’اس خدائے قادر حکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (احمد بیگ) کی دختر کلاں (محترمہ محمدی بیگم مرحومہ) کے لئے سلسلہ جنبانی کر ان دنوں جو زیادہ تصریح کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔‘‘ (اشتہار ۱۰؍جولائی ۱۸۸۸ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۸)

یہ بھی دروغ خالص ثابت ہوا۔ مرزا محمدی بیگم کی حسرت لے کر دنیا سے رخصت ہوا۔ اس عفت مآب کا سایہ بھی اسے مدۃ العمر نصیب نہ ہوا اور اس سلسلہ میں جتنے الہامات گھڑے تھے سب جھوٹ کا پلندہ ثابت ہوئے۔ مرزا قادیانی نے اس نکاح کے سلسلہ میں کہا تھا: ’’یاد رکھو اگر اس پیشین گوئی کی دوسری جزو (یعنی سلطان محمد کا مرنا اور اس کی بیوہ کا مرزا کے نکاح میں آنا) پوری نہ ہوئی تو میں ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۸)

اللہ تعالیٰ نے ثابت کردیا کہ مرزا واقعتاً اپنے اس فقرہ کا مصداق تھا۔ یہ بیس مثالیں خدا اور رسول پر افتراء کی تھیں۔ اب دس مثالیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر افتراء کی ملاحظہ کیجئے:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر دس جھوٹ

۱...... ’’یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے مسجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پئے گا اور سور کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حلال وحرام کی کچھ پرواہ نہیں کرے گا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۲۹، خزائن ج۲۲ ص۳۱)

مرزا قادیانی کا اشارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے جن کی تشریف آوری کے مسلمان قائل ہیں۔ مگر مرزا قادیانی نے ان کی طرف جو چھ باتیں منسوب کی ہیں۔ یہ نہ صرف صریح جھوٹ بلکہ شرمناک بہتان ہے۔

۲...... ’’یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔‘‘ (کشتی نوح حاشیہ ص۶۶، خزائن ج۱۹ ص۷۱)

۳...... ’’مسیح ایک لڑکی پر عاشق ہوگیا تھا جب استاد کے سامنے اس کے حسن وجمال کا تذکرہ کر بیٹھا تو استاذ نے اس کو عاق کر دیا۔ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ کس طرح مسیح بن مریم جوان عورتوں سے ملتا اور کس طرح ایک بازاری عورت سے عطر ملواتا تھا۔‘‘ (الحکم ۲۱ رفروری ۱۹۰۲ء، ملفوظات ج۳ ص۱۳۷)

۴...... ’’اور یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن، نہ خدائی کے دعویٰ کے بعد بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا بدنتیجہ تھا۔‘‘

ان تین حوالوں میں شراب نوشی اور دیگر گندگیوں کی جو نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کی گئی ہے۔ یہ نہایت گندا بہتان ہے اور ہمارے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے اس گندے بہتانوں کی مذمت کر سکیں اور ہم یہ تصور نہیں کر سکتے کہ کوئی شخص فحاشی وبدگوئی اور کمینہ پن کی اس سطح تک بھی اتر سکتا ہے۔

۵...... ’’ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشین گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۱۴، خزائن ج۱۹ ص۱۲۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئیوں کو صاف طور پر جھوٹی کہنا سفید جھوٹ اور کفر صریح ہے۔

۶...... ’’عیسائیوں نے آپ کے بہت سے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا...... اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۶،۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۰،۲۹۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی نفی نہ صرف کذب صریح ہے بلکہ قرآن کریم کی کھلی تکذیب ہے اور عجیب تر یہ کہ مرزا تالاب کا معجزہ ماننے کے لئے تیار ہے۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ماننے پر تیار نہیں۔

۷...... ’’اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت ابن مریم باذن حکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۳۰۸، خزائن ج۳ ص۲۵۷ حاشیہ)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف مسمریزم کی نسبت کرنا ایک جھوٹ، ان کے معجزات کو مسمریزم کا نتیجہ قرار دینا دوسرا جھوٹ، اس پر باذن وحکم الٰہی کا اضافہ تیسرا جھوٹ اور حضرت الیسع علیہ السلام کو اس میں لپیٹنا تیسرا جھوٹ۔

۸...... ’’حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس تک نجاری کا کام کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۳۰۳، خزائن ج۳ ص۲۵۴ حاشیہ)

یوسف نجار کو حضرت مسیح کا باپ کہنا ایک جھوٹ، حضرت مسیح کو بڑھئی کہنا دوسرا جھوٹ اور ان کے معجزات کو نجاری کا کرشمہ کہنا تیسرا جھوٹ۔

۹...... ’’بہرحال مسیح کی یہ تربی کارروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خداتعالیٰ کے فضل وتوفیق سے امید رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۳۰۹، خزائن ج۳ ص۲۵۸)

حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات کو ’’تربی کارروائیاں‘‘ کہنا، انہیں مکروہ اور قابل نفرت کہنا صریح بہتان اور تکذیب قرآن ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے برتری کی امید رکھنا اور اس کو فضل وتوفیق خداوندی کی طرف منسوب کرنا صریح کفر اور افتراء علی اللہ ہے۔

۱۰...... ’’اور آپ کی انہیں حرکات کی وجہ سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین ہوگیا تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے ہیں کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خداتعالیٰ شفا بخشے۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۶، خزائن ج۱۱ ص۲۹۰ حاشیہ)

’’یسوع درحقیقت بوجہ مرگی کے دیوانہ ہوگیا تھا۔‘‘ (ست بچن حاشیہ ص۱۷۱، خزائن ج۱۰ ص۲۹۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف (نعوذ باللہ) خلل دماغ، مرگی اور دیوانگی کی نسبت کرنا سفید جھوٹ ہے۔ یہ اور اس قسم کی دیگر تحریریں غالباً مرزاقادیانی نے ’’مراق‘‘ کی حالت میں لکھی ہیں۔ جس کا اس نے خود کئی جگہ اعتراف کیا ہے یہ مرزاقادیانی کے جھوٹ کے تیس نمونے پیش کئے گئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوسکتا ہے کہ مرزاقادیانی کو سچائی اور راستی سے کتنی نفرت تھی۔ اس تحریر کو مرزاقادیانی کی ایک عبارت پر ختم کرتا ہوں۔

’’ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱)

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسے جھوٹوں سے بچائے اور مرزائیوں کو بھی اس جھوٹ سے نکلنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ ’’سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین‘‘

محمد یوسف عفا اللہ عنہ، ۲۴ رصفر ۱۴۰۷ھ

ضروری اعلان

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ کے خطبات زیرترتیب ہیں۔ جن احباب کے پاس مولانا کی تقاریر کیسٹوں، سی ڈیز یا جس صورت میں موجود ہوں ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

برائے رابطہ: دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، لاہور

0300-7927032, 0300-4981840

مولانا ابوالکلام آزاد ؒ پر ایک افتراء کی حقیقت

مولانا اللہ وسایا

مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم پر قادیانی پریس میں بڑے تواتر کے ساتھ یہ الزام شائع ہوتا رہا کہ:

۱...... مولانا آزاد ؒ مرزا قادیانی کی کتب سے متاثر تھے۔

۲...... مولانا آزاد ؒ مرزا قادیانی کے جنازہ کے ساتھ ٹرین پر امرتسر سے بٹالہ تک ساتھ گئے۔

۳...... اخبار وکیل میں آپ کا مرزا قادیانی کی وفات پر تعزیتی مضمون شائع ہوا تھا۔

قادیانی ہزار بار تردید ہو جانے کے بعد برابر جھوٹ بولتے رہتے ہیں۔ ان کا خمیر ہی جھوٹ سے اٹھایا گیا ہے۔ بار بار جھوٹ بول کر جھوٹ پر پکا ہو جانا قادیانی نبوت کی سرشت بد ہے۔ اس خوئے بد کی تفصیل لکھنا چاہیں تو پوری قادیانیت اس کی لپیٹ میں آجائے۔ وہ کون سی شخصیت ہے جس پر قادیانیت نے اپنے کذب کا طومار نہ باندھا ہو؟ قادیانیوں کی کذب بیانی سے اللہ رب العزت، رحمت عالم ﷺ، انبیائے علیہم السلام، صحابہ کرامؓ، تابعین عظام، مفسرین، محدثین، ائمہ مجتہدین، اولیائے عظام رحمہم اللہ تعالیٰ اگر محفوظ نہیں رہے تو اور کون ہے جن کی نسبت مرزا قادیانی اور مرزائیوں نے کذب صریح کا بہتان نہ تراشا ہو؟ کل کی بات ہے حضرت خواجہ غلام فرید ؒ چاچڑاں شریف، علامہ اقبال ؒ پر انہوں نے مرزائیت سے متاثر ہونے کے الزامات نہ صرف لگائے بلکہ آج تک کے قادیانی وہی پرانے قادیانیوں کے نکلے ہوئے کذب وافتراء کے فضلہ سے اپنے پیٹ بھر رہے ہیں۔ مرزا قادیانی کی بروزی نبوت نے اس کذب کے بول وبراز سے نشوونما پائی ہے۔ کذب سے بھرپور ایک سوال قادیانی کریں۔ آپ اس کا جواب دے دیں۔ جو حقائق سے لبریز ہو۔ وقتی طور پر قادیانی چپ سادھ لیں گے۔ لیکن پھر موقعہ بموقعہ اسی کذب سے بھرپور سوال کا اعادہ کبھی ترک نہ کریں گے۔ حالانکہ سوال کرنے والے قادیانی کو معلوم ہوگا کہ اس کا یہ جواب شافی وکافی امت کی طرف سے دیا جاچکا ہے۔ کذب وافتراء سے لوگوں کو گمراہ کرنے کا سارا کھیل اسی طرز پر کھیلا جارہا ہے۔

اب لیجئے کہ قادیانیوں نے مولانا ابوالکلام آزاد ؒ کے متعلق یہ تین جھوٹ تراشے۔ بار بار ان کا جواب دیا گیا۔ لیکن قادیانی کذاب باز نہ آئے۔ کذاب کے منہ میں وہ...... کہ یہی فضلہ ایک جنونی قادیانی کے بیٹے یعنی قادیانی کمائی کے ماحصل عبدالمجید سالک (جو خود قادیانی کا بیٹا، قادیانی ماحول کا پروردہ، مرزا بشیر محمود کا جگری دوست، مرزا محمود کی ملعون جلوتوں اور خلوتوں کا حاضر باش تھا) نے کتاب شائع کی۔ ’’یاران کہن‘‘ جو مکتبہ ’’چٹان‘‘ سے شائع ہوئی۔ اس میں اس قادیانی کمینہ فطرت کے شاہکار عبدالمجید سالک نے مولانا ابوالکلام آزاد ؒ پر ان قادیانی الزامات کو جنوری ۱۹۵۶ء میں شائع کردیا۔ اللہ رب العزت کے کرم کو دیکھیں کہ مولانا ابوالکلام آزاد ؒ کو یہ کتاب ملی تو مولانا ابوالکلام ؒ کی طرف سے آپ کے پرائیویٹ سیکرٹری خان محمد اجمل خان نے آغا شورش مدیر ’’چٹان‘‘ کے نام مکتوب لکھا جس میں ان تینوں باتوں کی تردید موجود تھی۔ خط ملتے ہی مدیر ’’چٹان‘‘ نے ہفت روزہ ’’چٹان‘‘ لاہور کی ۱۳؍فروری ۱۹۵۶ء کی اشاعت ص۵ پہ چوکٹا شائع کیا:

"یاران کہن" میں مولانا ابوالکلام آزاد ؒ سے بے بنیاد باتیں منسوب کی گئی ہیں۔
مناسب یہ ہے سالک صاحب خود اس کی تردید کریں۔
مولانا آزاد کے پرائیویٹ سیکرٹری خان محمد اجمل خان کا مکتوب۔
حضرت مولانا ابوالکلام آزاد ؒ کے پرائیویٹ سیکرٹری خان محمد اجمل خان اپنے ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں: "مولانا عبدالمجید صاحب سالک نے ایک کتاب یاران کہن کے نام سے لکھی ہے۔ اس میں بعض بے بنیاد باتیں مولانا (آزاد) کے متعلق درج ہیں۔ مثلاً یہ کہ مرزاغلام احمد کی کتب سے بہت متاثر ہوئے یا جنازہ کے ساتھ قادیان گئے وغیرہ۔ مناسب یہ ہے کہ سالک صاحب خود اس کی تردید کردیں...... وکیل (رسالہ امرتسر) میں مرزاغلام احمد قادیانی کی وفات پر جو مقالہ افتتاحیہ چھپا تھا وہ منشی عبدالحمید کپورتھلوی کا تھا۔ مولانا (آزاد) کا اس اداریہ سے کوئی تعلق نہ تھا۔" (ہفت روزہ چٹان لاہور مورخہ ۱۳ رفروری ۱۹۵۶ء ص ۵)

اس تردید کے شائع ہونے کے بعد جس میں تینوں قادیانی الزامات کا جواب شافی موجود تھا۔ قادیانی گماشتے یا مولانا ابوالکلام آزاد ؒ کے معاند بدخواہوں کے چہروں پر جھوٹ کے کالک کا برش پھر گیا۔ اب بھی اگر کوئی ان الزامات کو دہراتا ہے تو یا تو وہ انصاف کا خون کر کے اپنی قبر کالی کرتا ہے یا قادیانیوں کی کذب بیانی کے عمل کے تسلسل کو آگے بڑھا کر ملعون قادیانی کی سنت ملعونہ پر عمل پیرا ہے۔ لیکن دیکھئے کہ جھوٹے کے منہ میں وہ......
عبدالمجید سالک جس نے یہ قادیانی الزامات دہرائے تھے۔ وہ چٹان میں اس تردید کے بعد پیچ وتاب کھا کر رہ گیا۔ ادھر ادھر فرار، اقرار وانکار کے بعد سالک صاحب نے مولانا آزاد ؒ کے سیکرٹری خان محمد اجمل خان کو جوابی خط لکھا جو ہفت روزہ "چٹان" لاہور کی اشاعت مورخہ ۲۰ رفروری ۱۹۵۶ء کے ص ۵ پر شائع ہوا۔ اس کے یہ جملے قادیانی الزامات کی تردید کے لئے خود عبدالمجید سالک کے قلم سے کافی ہیں۔ عبدالمجید صاحب سالک نے لکھا: "ہوسکتا ہے کہ ان امور میں میرے (سالک) حافظہ نے میرا ساتھ نہ دیا ہو اور حضرت مولانا ہی کے وہ ارشادات درست ہوں۔ جن کی بناء پر آپ نے شورش صاحب کو مکتوب لکھا۔ بہرحال مجھے "یاران کہن" میں بیان کردہ واقعات کی صحت پر اصرار نہیں اور میں آپ کی تردید کے آگے سرتسلیم خم کرتا ہوں...... سالک!"
قادیانی دماغ کا شاہکار عبدالمجید سالک تو تردید کے سامنے "سرتسلیم خم" ہوگیا۔ باقی معاندین اور دیگر قادیانی اسی کذب وافتراء سے پر، متعفن ہڈی کے چوسنے پر مُصر ہیں تو انہیں فقیر راقم بھی حوالۂ حالات کرتا ہے۔
البتہ ایک سترہ بہترہ کذاب نے یہ نیا انکشاف کیا ہے کہ مولانا آزاد ؒ کی طرف سے ان کے سیکرٹری نے میرے توجہ دلانے پر یہ تردید "چٹان" میں شائع کی تھی۔ فقیر راقم نے ۱۳ رفروری اور ۲۰ رفروری ۱۹۵۶ء کے "چٹان" کے اصل شمارہ کو سامنے رکھا ہوا ہے۔ بہت ہی افسوس ہو رہا ہے کہ اس کا کہیں نام تک بھی نہیں ہے۔ آج جب کہ مولانا آزاد ؒ، آپ کے سیکرٹری اجمل خان ؒ، آغا شورش کاشمیری ؒ، سالک سب وفات پاچکے ہیں تو ایک آدمی پانچواں شاہسوار بننے کے لئے یہ جھوٹ تراشتا ہے تو اسے بھی حوالہ حالات کئے بغیر چارہ نہیں۔ ورنہ حالات صاف صاف گواہی دیتے ہیں کہ یہ بھی کذب بیانی کا وہ...... منہ میں رکھنے کی دوڑ میں پاگلوں کی طرح دوڑا جارہا ہے۔ خیر!

احتساب قادیانیت جلد ۵۵ کا مقدمہ

مولانا اللہ وسایا

الحمدللّٰہ و کفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۰ امابعد!

اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے احتساب قادیانیت کی جلد نمبر ۵۵ پیش خدمت ہے:

۱...... ہفت روزہ تنظیم اہل سنت لاہور، مرزا غلام احمد نمبر: کسی زمانہ میں ’’تنظیم اہل سنت‘‘ لاہور سے ہفت روزہ رسالہ شائع ہوتا تھا جس کا ملک کے رسائل میں بڑا نام ومقام تھا۔ حضرت مولانا سید نورالحسن شاہ صاحب بخاریؒ اس کے ایڈیٹر ہوتے تھے۔ آپ نے ۱۹۴۹ء میں اس کا ’’مرزا غلام احمد نمبر‘‘ شائع کیا۔ اس میں ملک کے نامور اہل قلم اور سیاست دانوں کے رشحات قلم شائع کئے گئے۔ ایک سال میں اس کے تین ایڈیشن شائع ہوئے۔ ۵رشعبان ۱۳۶۹ھ، مطابق مئی ۱۹۵۰ء میں اس خاص نمبر کا تیسرا ایڈیشن شائع ہوا جو اس وقت اس جلد میں شامل اشاعت کررہے ہیں۔ یہ پہلا موقع ہے کہ کسی رسالہ کے خاص ایڈیشن کو ہم نے احتساب قادیانیت میں جگہ دی ہو۔ اس زمانہ (۱۹۴۹ء) میں قادیانیوں کے خلاف قلم اٹھانا بڑے جگر گردہ کا کام تھا۔ مولانا سید نورالحسن بخاریؒ پوری امت کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے یہ بیڑا اٹھایا۔ تریسٹھ (۶۳) سال بعد اس کی اشاعت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔

۲...... ماہنامہ دارالعلوم دیوبند کا ’’ختم نبوت نمبر‘‘: دارالعلوم دیوبند میں ۲۹ تا ۳۱ر اکتوبر ۱۹۸۶ء ایک عالمی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں مقررین حضرات نے مقالہ جات بھی پڑھے۔ جسے بعد میں جون تا اگست ۱۹۸۷ء کی اشاعت خاص ’’ماہنامہ دارالعلوم دیوبند‘‘ میں ’’ختم نبوت نمبر‘‘ کے نام پر شائع کیا گیا۔ اس جلد میں اس اشاعت خاص کو شامل کررہے ہیں۔ اس وقت ’’ماہنامہ دارالعلوم دیوبند‘‘ کے نگران حضرت مولانا مرغوب الرحمٰنؒ تھے۔ متذکرہ کانفرنس امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ کی مساعی جمیلہ سے انعقاد پذیر ہوئی تھی۔

۳...... ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ، قادیان نمبر: بھیرہ میں حزب الانصار کے قائد اپنے دور میں حضرت مولانا ظہور احمد بگویؒ بھی رہے ہیں، جو نامور عالم دین اور صحیح معنی میں مجاہد ملت تھے۔ آپ نے قادیانی فتنہ کے خلاف وہ خدمات سرانجام دیں جو تاریخ کا انمٹ حصہ ہیں۔ آپ کے زیر سایہ بھیرہ سے رسالہ شائع ہوتا تھا جس کا نام ’’ماہنامہ شمس الاسلام‘‘ بھیرہ تھا۔ دسمبر ۱۹۳۳ء میں اس کا ’’قادیان نمبر‘‘ شائع ہوا جو احتساب قادیانیت کی اس جلد میں شامل کیا جارہا ہے۔ اسی اکاسی سال بعد اس کی اشاعت پر اللہ رب العزت کا لاکھوں لاکھ شکر ادا کرتے ہیں۔

۴...... ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ کا ختم نبوت نمبر: حضرت مولانا ظہور احمد بگویؒ کے خاندان کے چشم وچراغ حضرت مولانا صاحبزادہ افتخار احمد بگوی نے اپنے بڑوں کے نام اور کام کو زندہ رکھا۔ ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا گیا تو آپ نے ’’ماہنامہ شمس الاسلام‘‘ بھیرہ کی دو اشاعتوں کو اکٹھا کر کے ایک خاص اشاعت ’’ختم نبوت نمبر‘‘ کے نام پر شائع کیا۔ اس جلد میں اسے بھی شائع کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔ فلحمدللّٰہ اوّلاً و آخراً!

۵...... رپورٹ شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام ہند امرتسر (از جنوری ۱۹۳۹ء تا یکم اکتوبر ۱۹۴۱ء): کل ہند مجلس احرار اسلام کو اللہ رب العزت نے توفیق بخشی کہ سب سے پہلے جماعتی سطح پر اس نے قادیانیت کے تعاقب کا اہتمام کیا۔ کل ہند مجلس احرار کے دیگر سنہری کاموں کے علاوہ ایک بہت ہی مبارک کام یہ تھا کہ اس نے ایک ''شعبہ تبلیغ'' قائم کیا جسے صرف ردقادیانیت کے کام کے لئے وقف کیا گیا۔ قادیان میں ''شعبہ تبلیغ'' کی سرگرمیوں پر مشتمل رپورٹ مولانا عبدالکریم مباہلہ نے امرتسر سے شائع کی۔ مولانا مباہلہ اس شعبہ تبلیغ کے اس وقت سیکرٹری تبلیغ تھے۔ یہ رپورٹ آٹھ صفحات پر شائع ہوئی۔ جس میں جنوری ۱۹۳۹ء سے یکم اکتوبر ۱۹۴۱ء کے آمد وصرف کی رپورٹ بھی شامل ہے۔ تاریخی ریکارڈ ہے۔ اس رپورٹ میں فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ کا نام بھی مبلغین شعبہ تبلیغ میں درج ہے۔ آج ان کے ایک خوشہ چین کو اسے شائع کرنے کی سعادت نصیب ہورہی ہے۔ زہے نصیب!

۶...... شعبہ تبلیغ مرکزیہ احرار اسلام ہند قادیان گورداسپور کی سالانہ روئیداد وگوشوارہ آمد وصرف (یکم اپریل ۱۹۴۵ء لغایت ۳۱؍مارچ ۱۹۴۶ء): جیسے ابھی ذکر ہوا کہ کل ہند مجلس احرار اسلام نے ''شعبہ تبلیغ'' قائم کرکے قادیانیت کے احتساب کا قادیان میں ڈول ڈالا۔ اس شعبہ تبلیغ کے مہتمم لاہور اچھرہ کا رئیس الحاج میاں قمرالدین مرحوم کو مقرر کیا گیا۔ اس شعبہ تبلیغ کے سرپرست امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تھے۔ آج اس روئیداد کے ٹائٹل پر حضرت امیر شریعتؒ کو ''فاتح قادیان'' کے لقب سے ملقب پڑھ کر اتنی خوشی ہوئی کہ جھوم اٹھا۔ یہ روئیداد الحاج میاں قمرالدینؒ کی مرتب کردہ ہے جو اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت نصیب ہورہی ہے۔

۷...... قادیانی سیاست: حضرت مولانا عبدالکریم مباہلہ کا یہ رسالہ مرتب کردہ ہے۔ مولانا مرحوم کے تین رسائل احتساب قادیانیت کی جلد ۲۷، ایک رسالہ احتساب قادیانیت کی جلد ۴۶ میں ہے اور دو رسائل اس جلد میں ہیں۔ یہ سب ایک جلد میں آنے چاہئے تھے۔ لیکن ایسے نہ ہوسکا۔ اب اگر کوئی دوست بعد میں احتساب کو جدید خطوط پر مرتب کرنا چاہیں تو اس کا خاص خیال رکھیں کہ جن حضرات کے کسی وجہ سے رسائل کئی جلدوں میں آگئے ہیں ان کو یکجا کردیا جائے۔

۸...... خطبہ عیدالاضحیٰ ۱۳۵۳ھ ...... ترکان احرار کا پیغام: ترکی میں خلافت عثمانیہ کے کسی رہنما نے اپنے خطبہ میں دیگر احکام کے علاوہ قادیانیوں کی بھی خبر لی۔ مجلس احرار اسلام امرتسر نے اس خطبہ کو پمفلٹ کی شکل میں شائع کردیا جسے اس جلد میں محفوظ کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہورہے ہیں۔

۹...... لانبی بعدی: حضرت مولانا قاری عبدالحئی عابد ملک عزیز کے نامور خطیب تھے۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے ان کا وصال ہوا ہے۔ ہمارے ملک کے نامور خطیب حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ کے مولانا عبدالحئی عابد برادر اصغر تھے۔ مولانا عابد نے یہ رسالہ مرتب کیا۔ قرآن وسنت سے ختم نبوت وحیات مسیح پر لکھا گیا ہے۔

۱۰...... قادیانیوں کے کلمہ کی حقیقت: ۱۹۸۴ء میں جب قادیانیوں کے خلاف جنرل محمد ضیاء الحقؒ نے امتناع قادیانیت آرڈیننس منظور کیا تو قادیانیوں نے کلمہ طیبہ کے بیج لگا کر اس قانون کی خلاف ورزی کرنا چاہی۔ تب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ان کے احتساب کا دائرہ تنگ کردیا۔ اس کے نتیجہ میں قادیانی تحریک اس طرح دم توڑ گئی جس طرح مرزا قادیانی کے اندر سے حیاء نے ڈیرہ اٹھالیا تھا۔ اس زمانہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ نشرواشاعت کے سربراہ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ تھے۔ اس دور میں آپ کا قلم تازی گھوڑے سے بھی زیادہ میدان سر کر رہا تھا۔ آپ نے مختصر عرصہ میں قادیانی فرقہ سے متعلق اتنا تحریر کیا کہ جب اس کو جمع کیا گیا تو ’’تحفہ قادیانیت‘‘ کی چھ ضخیم جلدیں شائع ہوگئیں۔ بلاشبہ اس وقت تک کی فقیر کی نظر میں سب سے زیادہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے ردقادیانیت پر تحریر فرمایا۔ باقی حضرات میں سے کسی نے دو جلدیں، کسی نے تین۔ آپ کی چھ جلدیں جسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت علیحدہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کر چکی ہے۔ یہ رسالہ بھی ہمارے حضرت کا مرتب کردہ ہے۔

۱۱…… **تحریک ختم نبوت:** مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں جو تاریخ کا حصہ ہیں۔ آپ نے تحریک کے چار سال بعد یہ رسالہ مرتب کیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ چنیوٹ میں انجمن طلباء اسلام چنیوٹ نے ختم نبوت کانفرنس رکھی جس میں مولانا عبدالستار خان نیازی یہ مقالہ لکھ کر تشریف لائے جسے آپ نے کانفرنس میں پیش کیا اور پھر شائع بھی کیا نصف صدی سے زائد عرصہ بعد اس کی اشاعت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔

۱۲…… **سنڈیمن میں کیا ہوا؟:** جولائی ۱۹۷۳ء میں فورٹ سنڈیمن میں قادیانیوں نے اپنا محرف ترجمہ قرآن تقسیم کیا۔ تب حضرت مولانا شمس الدین شہید اور آپ کے گرامی قدر رفقاء حضرت صوفی محمد علی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وحضرت حاجی محمد عمر خان صدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے قادیانی سازش کے خلاف تحریک چلائی۔ جس کے نتیجہ میں قادیانیوں کا قانونی طور پر ضلع ژوب میں ہمیشہ کے لئے داخلہ بند کر دیا گیا۔ اس تحریک میں علماء اہل اسلام نے کیا کیا قربانیاں دیں اس کی روئیداد اس زمانہ میں ستمبر ۱۹۷۳ء کے ہفت روزہ زندگی لاہور میں جناب مختار حسن نے شائع کی تھی جسے بعد میں ادارہ ضیاء الحدیث مصطفےٰ لاہور نے پمفلٹ کی شکل میں شائع کر دیا تھا۔ اتنے عرصہ بعد اس کی اشاعت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ فلحمدللہ!

۱۳…… **اسلام میں عقیدہ ختم نبوت:** جمعیت علماء اسلام کی حکومت سرحد میں وزارت مذہبی امور نے پشاور میں دوروزہ علماء کنونشن کا اہتمام کیا۔ ۶رجون ۱۹۸۱ء کو کنونشن میں حضرت مولانا فضل حق صاحبؒ نے یہ مقالہ پیش فرمایا جسے بعد میں پمفلٹ کی شکل میں مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور نے شائع کیا اس جلد میں اسے شائع کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ فلحمدللہ!

۱۴…… **امت مرزائیہ کی غلط بیانیوں کا جواب:** ۱۹۷۳ء میں جناب میجر محمد ایوب صاحب ممبر آزاد کشمیر اسمبلی نے آزاد کشمیر اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کی جو بالاتفاق منظور کر لی گئی۔ اس سے قادیانی ایسے حواس باختہ ہوئے کہ الاماں۔ قرارداد کیا منظور ہوئی گویا قادیانیوں کے پاؤں کے نیچے آگ جلا دی گئی۔ اس زمانہ میں اس قرارداد کے خلاف قادیانی جماعت کشمیر کے امیر منظور احمد ایڈووکیٹ قادیانی نے پمفلٹ لکھا جس کے جواب میں حضرت مولانا سعید الرحمن علوی مرحوم جو ان دنوں مجلس تحفظ ختم نبوت اٹک کے امیر تھے اور حضرو میں خطیب تھے۔ آپ نے قلم اٹھایا اور یہ پمفلٹ تحریر کر دیا۔ اس رسالہ کو اس جلد میں محفوظ کرنے پر اللہ رب العزت کا شکر ادا کرتا ہوں۔

(اس قرارداد کے خلاف مرزا ناصر نے ربوہ (چناب نگر) میں خطبہ دیا جسے بعد میں قادیانی جماعت نے پمفلٹ

کی شکل میں شائع کردیا۔ جس کا حضرت مولانا تاج محمود صاحبؒ نے جواب تحریر فرمایا تھا۔ جسے ہم احتساب قادیانیت کی جلد۱۶ میں شائع کر چکے ہیں)

۱۵...... مرزائیوں کا سیاسی کردار: مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے ۱۶رمئی ۱۹۷۰ء کچہری باغ سرگودھا میں خطاب فرمایا اور اسی روز ایک پریس کانفرنس سے بھی خطاب فرمایا۔ اس طرح کی مسجد گوجرانوالہ شہر میں ۲۱راکتوبر ۱۹۶۶ء کو حضرت مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا خطاب ہوا۔ پریس کانفرنس سرگودھا، خطاب سرگودھا، خطاب گوجرانوالہ تینوں حضرت مولانا سعید الرحمن علوی مرحوم نے مرتب کئے۔ حضرت مولانا عزیز الرحمن خورشید ان دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے مبلغ تھے۔ آپ نے ان کو ”مرزائیوں کا سیاسی کردار“ کے نام سے پمفلٹ کی شکل میں شائع کردیا۔ احتساب قادیانیت کی اس جلد میں اسے بھی قریباً نصف صدی کے بعد شائع کرنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔

غرض احتساب قادیانیت کی جلد ہذا (یعنی پچپن (۵۵) جلد) میں ۱۳حضرات کے ۱۵رسائل وکتب محفوظ ہوگئے ہیں جن کی فہرست پر ایک بار پھر نظر ڈالیں۔

۱......	حضرت مولانا سید نور الحسن بخاریؒ	کا	۱	رسالہ
۲......	حضرت مولانا مرغوب الرحمن دیوبندیؒ	کا	۱	رسالہ
۳......	حضرت مولانا ظہور احمد بگویؒ	کا	۱	رسالہ
۴......	حضرت مولانا افتخار احمد بگویؒ	کا	۱	رسالہ
۵......	حضرت مولانا عبدالکریم مباہلہؒ	کے	۲	رسائل
۶......	الحاج میاں قمر الدین اچھرویؒ	کا	۱	رسالہ
۷......	ترکی کے نامہ نگار	کا	۱	رسالہ
۸......	قاری عبدالحئی عابد مرحوم	کا	۱	رسالہ
۹......	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	کا	۱	رسالہ
۱۰......	حضرت مولانا عبدالستار خان نیازیؒ	کا	۱	رسالہ
۱۱......	جناب مختار حسن صاحب	کا	۱	رسالہ
۱۲......	حضرت مولانا فضل حق پشاوریؒ	کا	۱	رسالہ
۱۳......	حضرت مولانا سعید الرحمن علویؒ	کے	۲	رسائل

گویا۱۳ حضرات کے کل ۱۵ رسائل

احتساب قادیانیت کی جلد(۵۵) میں شامل اشاعت ہیں۔ حق تعالیٰ شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔

آمین ۰ بحرمة خاتم النّبیین! محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا!

۸ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ، بمطابق ۹رفروری ۲۰۱۴ء

عقیدہ ختم نبوت

مولانا محمد وسیم

یہ بات تو ہر ذی شعور، عام وخاص انسان جانتا ہے کہ مسلمان ان لوگوں کو کہتے ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو نبی برحق جانتے ہوئے ان کے لائے ہوئے مکمل دین کو قبول کرنے کا عہد کریں۔ یعنی آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کو من عن قبول کرنا اسلام اور اس کے برعکس آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کو بعینہ تسلیم نہ کرنا کفر کہلاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہر عام وخاص کو یہ بھی معلوم ہے کہ دین اسلام کے وہ امور جن کا دین میں داخل ہونا قطعی دلائل سے ثابت ہو۔ ان کو ''ضروریات دین'' کہتے ہیں۔ تین قسم کے امور ''ضروریات دین'' میں شامل ہیں: (۱) جو قرآن مجید میں منصوص ہوں۔ (۲) جو احادیث متواترہ سے ثابت ہوں۔ (۳) جو صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک امت کے اجماع اور مسلسل تعامل اور توارث سے ثابت ہوں۔ ''ضروریات دین'' کا تسلیم کرنا اور ان پر اعتقاد رکھنا شرط اسلام ہے۔ ان میں سے کسی ایک کا انکار خواہ دانستہ طور پر ہو یا غیر دانستہ، بہر صورت درجہ تکفیر تک پہنچا دیتا ہے۔ شرح عقائد نسفی میں ہے کہ ''الایمان فی الشرع ھو التصدیق بما جاء بہ من عند اللہ تعالیٰ ای تصدیق النبی ﷺ بالقلب فی جمیع ما علم بالضرورۃ مجیئہ بہ من عند اللہ تعالیٰ (شرح عقائد نسفی ص ۱۱۹) '' ﴿شریعت میں ایمان کے معنی ہیں ان تمام امور میں آپ ﷺ کی تصدیق کرنا جو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر آئے۔ یعنی ان تمام امور میں آپ ﷺ کی دل وجان سے تصدیق کرنا جن کے بارے میں معلوم ہو کہ آپ ﷺ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے۔﴾

الغرض ''ضروریات دین'' کا اقرار وانکار اسلام اور کفر کے درمیان حد فاصل ہے جو شخص ''ضروریات دین'' کو من وعن بغیر کسی تاویل کے قبول کرتا ہے وہ دائرہ اسلام میں داخل ہے اور جو کسی قسم کے ایک جزو کا بھی انکار کرتا ہے یا کوئی تاویل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ کیونکہ اثبات ایمان کے لئے جملہ شرائط کا پورا ہونا ضروری ہوتا ہے لیکن نفی ایمان کے لئے تو ایک جزو کا فوت ہونا ہی دائرہ کفر میں داخل ہونے کے لئے کافی ہے۔ پھر ''ضروریات دین'' کو تسلیم کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ صرف ان کے الفاظ کو مان لیا جائے۔ بلکہ ان کے اس معنی ومفہوم کو ماننا ضروری ہے جو آنحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے لے کر آج تک تواتر وتسلسل کے ساتھ چلے آرہے ہیں۔ مثلاً کوئی شخص کہتا ہے کہ میں ''محمد رسول اللہ'' پر ایمان رکھتا ہوں۔ لیکن ''محمد رسول اللہ'' سے مراد وہ شخص نہیں جن کو مسلمان مانتے ہیں۔ بلکہ خود کو مراد لیتا ہوں۔ تو اس شخص کے بارے میں کیسے کہا جاسکتا ہے کہ ''محمد رسول اللہ'' پر ایمان رکھتا ہے۔ مسلمانوں کے عقیدے مطابق آنحضرت ﷺ ہی صرف ''محمد رسول اللہ'' ہیں۔ جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک اشتہار ''ایک غلطی کا ازالہ'' میں اپنے الہام کی بنیاد پر یہ کہا کہ وہ خود ''محمد رسول اللہ'' ہے۔ العیاذ باللہ!

چونکہ قادیانی حضرات مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی پر قطعی ایمان رکھتے ہیں۔ اس لئے وہ مرزا آنجہانی کو ''محمد رسول اللہ'' مانتے ہیں اور جو شخص مرزا کو ''محمد رسول اللہ'' نہ مانے اسے کافر سمجھتے ہیں۔ کلمۃ الفصل میں

مرزا بشیر الدین محمود لکھتا ہے۔ ”مسیح موعود“ (مرزا قادیانی) ”محمد رسول اللہ“ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دنیا میں دوبارہ تشریف لائے۔ (کلمۃ الفصل ص۱۵۸) اسی طرح کوئی شخص کہے کہ میں قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب مانتا ہوں۔ لیکن مجھ پر جو الہام ہوتے ہیں ان پر بھی ویسے ایمان لاتا ہوں جیسے قرآن مجید پر۔ جیسا کہ ”ایک غلطی کا ازالہ“ میں مذکور ہے۔ ”اور میں جیسا قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں۔ ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اسی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص۶، طبع ربوہ)

اور ”مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت، انجیل اور قرآن کریم پر۔“ (اربعین نمبر۴ ص۱۱۲، طبع ربوہ)

اب آپ خود انصاف فرمائیں کہ ایسا شخص جو خود کو ”محمد رسول اللہ“ کہتا ہوں۔ اپنے لغو الہامات کو قرآن مجید کے مقابلے میں وحی تسلیم کرتا ہو یا ایسی جماعت جو ”ضروریات دین“ میں تاویلیں کر کے انہیں اپنے عقائد پر چسپاں کرے اور دین کے کلیدی عقائد کا کھلم کھلا انکار کرے۔ یہ دائرہ اسلام میں کسی بھی طرح باقی رہ سکتے ہیں؟ ان اعتقادات کا مرتکب نہ صرف کافر بلکہ مرتد اور زندیق ہے۔ ان کے اور اہل اسلام کے درمیان طویل وعریض فاصلے موجود ہیں۔ کسی مسلمان کی شان کے لائق نہیں کہ کسی شخص کے ان عقائد اور نظریات کے ہوتے ہوئے کفر واسلام کے ان فاصلوں کو ختم کرنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ کفر واسلام کے ان فاصلوں کا مدار صرف اخروی زندگی سے نہیں بلکہ دنیوی زندگی میں بھی کئی ایسے مراحل موجود ہیں جن میں ان فاصلوں کو مدنظر رکھنا اور ان کو پہچاننا ہر مسلمان کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ مثلاً شریعت محمدی میں نکاح میں خاوند اور بیوی دونوں کا ہم مذہب ہونا ضروری ہے۔ اسلامی ذبیحہ میں ذابح کا مسلمان ہونا شرط ہے۔ کافر کا ذبیحہ مسلمان کے لئے حلال نہیں۔ ”ویبطل منه النكاح، والذبيحة والصيد والشهادة والارث (شامی ج۴ ص۲۴۹)“ ﴿باطل ہے مرتد سے نکاح، ذبیحہ، شکار، شہادت اور وراثت۔﴾ کسی مسلمان کو کافر کا جنازہ پڑھنے کی اجازت نہیں۔ ”ولا تصل علىٰ احد منهم مات ابداً ولا تقم علىٰ قبره انهم كفروا بالله ورسوله وماتوا وهم فاسقون (توبہ:۸۴)“ ﴿اور نہ نماز پڑھیں ان میں سے کسی پر جو مر جاوے کبھی بھی اور نہ کھڑے ہوں اس کی قبر پر۔﴾

مسلمانوں کے قبرستان میں کسی کافر کو دفن کرنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ اگر لاعلمی کی بناء پر دفن کرنے کے بعد علم ہو جائے تو اس مرتد کو اس قبرستان سے نکالنا ضروری ہے۔ ”اما المرتد فيلقى فى حفرة كالكلب (درمختار)“ ﴿مرتد کو کتے کی طرح گڑھے میں ڈال دیا جائے۔﴾ قادیانیوں کا کفر اور ان کا مرتد ہونا ”اظہر من الشمس“ ہے۔ جیسا کہ اوپر بھی واضح ہو چکا۔ اس لئے ان تمام تر معاملات میں ان سے بچنا ضروری ہے اور ان فاصلوں کو قائم رکھنا عین ایمان کا حصہ ہے۔ اللہ رب العزت جمیع مسلمانوں کو آقا نامدار ﷺ سے محبت وعقیدت نصیب فرمائے اور روز محشر جنت میں حضور ﷺ کے جھنڈے تلے جگہ عطاء فرمائے۔ ”ولا يغسل ولا يكفن ولا يدفع الىٰ من انتقل الىٰ دينهم (ردالمحتار ج۲ ص۲۳۰، مطبوعہ کراچی)“ ”یعنی نہ اسے غسل دیا جائے نہ کفن دیا جائے نہ ان لوگوں کے سپرد کیا جائے۔ جن کا مذہب اس مرتد نے اختیار کیا جائے۔ قادیانی چونکہ زندیق اور مرتد ہیں۔ اس لئے اگر معاذ اللہ کسی کا متعلق قادیانی ہو تو مرنے پر نہ اسے غسل دے نہ کفن دے نہ اسے مرزائیوں کے سپرد کرے۔ بلکہ گڑھا کھود کر اسے کتے کی طرح اس میں ڈال دے۔ نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا ناجائز ہے۔ بلکہ کسی مذہب وملت (یہود ونصاریٰ) کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں ہے۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے...... ادارہ

خطبات راشدی، افادات: حضرت مولانا زاہد الراشدی، ترتیب: قاری جمیل الرحمٰن اختر، صفحات:۵۰۰، قیمت: درج نہیں، ملنے کا پتہ: انجمن خدام الاسلام باغبان پورہ لاہور۔

زبان وبیان اور تقریر وتحریر اللہ کی نعمتوں میں سے عظیم نعمت ہے۔ اگر ان کو اصلاح وارشاد کے لئے استعمال کیا جائے تو ان سے رشد وہدایت کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ امت کی راہنمائی کا سامان ہوتا ہے۔ دل ودماغ کی بند گرہیں کھلتی ہیں۔ دنیا وآخرت کی صلاح وفلاح ملتی ہے اور اگر غلط جگہ استعمال ہو تو ضلال وگمراہی کو فروغ ملتا ہے۔ اللہ کی ناخوشی اور شیطان کی خوشی ملتی ہے اور ضیغ وضلال، گمراہی اور وبال کے بادل چھا جاتے ہیں۔ تقریر وتحریر دونوں کا ملکہ بیک وقت کم ہی لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ شاذ ونادر کوئی ہوتا ہے جس کو قدرت زبان کی فصاحت اور قلم کی سلاست دونوں سے نوازے۔ ان نابغہ روزگار شخصیات میں سے ایک نام مولانا زاہد الراشدی صاحب کا بھی ہے۔ مولانا زاہد الراشدی ایک عظیم باپ کے عظیم فرزند ہیں۔ وسعت مطالعہ، سلاست قلم، بصارت وبصیرت، ظرافت طبع اور ان جیسی دیگر امتیازی صفات سے متصف ہیں۔ زیر نظر کتاب مولانا کے اندرون وبیرون ملک دیئے گئے خطابات پر مشتمل ہے۔ موضوعات انتہائی نادر اور اچھوتے ہیں۔ تمام خطبات میں آپ کی وسعت نظر، قوت استدلال، اعتدال، سنجیدگی اور متانت جھلکتی ہیں۔ قرآن فہمی، ذات رسول ﷺ، اجتماعیت اور دیگر اہم موضوعات پر مشتمل خطبات ایسے مؤثر عقلی اور نقلی دلائل سے مبرہن ہیں کہ ایک غیر متعصب انسان ان کا وزن محسوس کرنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے۔ جابجا مباحث کے اعتبار سے مختلف عنوانات بھی قائم کئے گئے ہیں۔ علماء، خطباء اور طلباء کو چاہئے کہ ان خطبات کا مطالعہ کریں۔ اس سے ان کو فکر کی نئی راہیں، وسعت ذہنی اور خطابت کا نیا مواد حاصل ہوگا۔ امید ہے کہ عوام وخواص کے حلقے میں اس مجموعہ کو ذوق وشوق سے پڑھا جائے گا۔

النّحو الحسن لا بن قاسم: مولانا محمد نعیم کھتران، صفحات:۱۵۲، قیمت: درج نہیں، ملنے کا پتہ: مکتبہ عمر بن خطاب ملتان۔

عربی زبان جاننے اور بولنے کے لئے علم صرف اور علم نحو بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کے بغیر کسی غیر عربی کے لئے علی وجہ البصیرت عربی سمجھنا اور بولنا مشکل ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر مدارس دینیہ کے ابتدائی درجات میں ان کو خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ زیر نظر کتاب علم نحو کے اصطلاحات اور قواعد پر مشتمل ہے۔ علم نحو کے تمام اصطلاحات کو اردو زبان میں نہایت سہل اور جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ شستہ اور عام فہم تعریفات اور امثال سے تمام اصطلاحات کو آسان تر بنایا گیا ہے۔ نقشوں کے ذریعے مشکل مباحث کو نہایت عمدگی سے سمجھایا گیا ہے۔ عمدہ ترتیب، بہتر اسلوب اور خوبصورت طرز تحریر مؤلف کی علم نحو میں مہارت کی غماز ہیں۔ کتاب کا ورق نہایت معیاری ہے۔ سرورق اور بائنڈنگ قابل داد ہیں۔ علم نحو کے طلباء اور اساتذہ کے لئے ایک بہترین تحفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی کاوش کو قبول فرمائے۔

انٹرنیٹ کے میدان میں ایک اور قدم

محمد شہاب الدین پوپلزئی!

الحمدللہ! دوعشروں سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے تحفظ ختم نبوت وناموس رسالت اور تعاقب ورد قادیانیت کے لئے انٹرنیٹ کے میدان میں خواجہ خواجگان حضرت خواجہ خان محمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ وبرداللہ مضجعہ کی دعاؤں اور اجازت سے جو سفر فری ڈومین اور فری ویب ہوسٹنگ کے ذریعے شروع کیا تھا، رفتہ رفتہ مرکزی ویب سائٹ ختم نبوت ڈاٹ کام www.khatm-e-nubuwwat.com

ماہنامہ لولاک کے لئے لولاک ڈاٹ انفو www.laulak.info، ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے لئے ختم نبوت ڈاٹ انفو www.khatm-e-nubuwwat.info اور سوشل میڈیا پر فیس بک facebook.com/amtkn313 تک پہنچا۔

☆ مرکزی ویب سائٹ پر تعارف مجلس، چیدہ چیدہ کتب مجلس، منتخب پمفلٹ، مجلس کے دفاتر کے ڈاک ایڈریس، ذمہ داران ومبلغین کے رابطہ نمبر اور ای میل کی سہولت فراہم کی گئی، بذریعہ ای میل وطن عزیز بشمول بیشتر ممالک سے رابطہ کرنے والوں کو جوابات اور قادیانی کتب کے حوالہ جات کی عکسی دستاویز مہیا کرنے کی سہولت فراہم کی گئی۔

☆ لولاک ڈاٹ انفو www.laulak.info کے نام سے مجلس کے ماہنامہ ''لولاک'' کی علیحدہ ویب سائٹ قائم کی گئی، جس میں ماہنامہ ''لولاک'' کا سترہ سال کا مکمل اور ماہ رواں تک ہر شمارہ موجود ہے، جو پڑھا بھی جاسکتا ہے اور صارف (user) اسے مفت اپنے کمپیوٹر میں محفوظ بھی کر سکتا ہے۔ یہاں یہ بات قارئین کے لئے بطور تحدیثِ نعمت عرض ہے کہ الحمدللہ ملک میں بڑے بڑے دینی اداروں کے ماہنامے اب انٹرنیٹ پر دستیاب ہیں لیکن کروڑوں روپے کے سالانہ بجٹ رکھنے والے کسی بھی ادارے کے ماہنامہ کا سترہ سالہ ریکارڈ انٹرنیٹ پر موجود نہیں۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

☆ ختم نبوت ڈاٹ انفو www.khatm-e-nubuwwat.info کے نام سے مجلس کے ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے لئے علیحدہ ویب سائٹ قائم کی گئی جس پر ہفت روزہ ختم نبوت کے سات سال کا مکمل ریکارڈ موجود ہے اور آٹھواں شروع ہو چکا ہے۔ یہ تمام رسائل سہولت سے پڑھے اور اپنے پاس محفوظ کئے جاسکتے ہیں اور ہفت روزہ کے سابقہ بیس سالہ ریکارڈ کو اس ویب سائٹ پر محفوظ کرنے کے لئے کوشش جاری ہے۔ اکابر واحبابِ مجلس سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

○ سوشل میڈیا پر ضرورت محسوس کر کے مجلس کے مشن کی ترجمانی کرتے ہوئے گذشتہ سال ۱۵رشعبان المعظم کی برکتوں والی شب فیس بک facebook.com/amtkn313 کے نام سے پیج کا اجراء ہو چکا ہے۔

﴿الحمدللہ! ہر ویب سائٹ اور فیس بک کا پیج باقاعدگی سے اپ ڈیٹ کرنے کا عمل جاری ہے﴾

اب جانثاران ختم نبوت، سپاہیان لشکر صدیقی، رہروان قافلہ امیر شریعتؒ کی سہولت کے پیش نظر ایک نیا پیج اپ لوڈ کیا گیا ہے جو کہ ربیع الاول کا بے مثل تحفہ ہے، مجلس کے نام نامی عالمی سے اے a کا انتخاب مجلس سے ایم m کا خطاب، تحفظ سے ٹی t کا انتخاب، ختم سے کے k کا انتخاب، نبوت سے این n کا انتخاب کیا گیا ہے، یعنی ہر لفظ کا پہلا حرف، اس مجموعہ کے ڈومین سے جس سے پہلے تین ڈبلیو ڈاٹ .www اور آخر میں ڈاٹ کام .com لکھ کر تلاش search کیا جائے تو www.amtkn.com کے نام سے ایک نیا پیج اسکرین پر نمودار ہوگا، جس کی تصویر اس

(بقیہ آخری صفحہ پر)

رسالے کے بیرونی آخری صفحہ پر موجود ہے۔

جس میں کائنات کے اجرام فلکی تاریکیوں سے روشن ہوں گے، ایک کہکشاں سامنے آئی گی، جس کے بالکل درمیان میں بیت اللہ شریف کا عکس نظر آئے گا۔ اس منظر میں اس بات کو دکھلایا گیا ہے کہ کہکشاں بھی اسی سمت، اسی رخ پہ گردش کررہی ہے، جس رخ پر طواف کرنے والا محبوب حقیقی کے بیت مقدس پر مرکوز تجلیات وانوار ربانی کے گرد عروج عشق میں دیوانہ وار گھومتا ہے ''یعنی تمام معلوم ونامعلوم کائنات اپنے خالق حقیقی پر صدقہ اور واری جارہی ہے'' اسی تصویر پہ دائیں جانب مجلس کا نام تحریر ہے اور بائیں جانب مجلس کے مونوگرام کا عکس ہے۔ جب آپ مونوگرام پر ''کرسر'' لاکر کلک کریں گے تو مجلس کا تعارف، اغراض ومقاصد سامنے آئیں گے، پھر مجلس کے نور سے ایک مدار میں طواف کے رخ موجود سیاروں میں سے پہلے پر کلک کریں تو مجلس کی مرکزی ویب سائٹ کھل جائے گی، دوسرے پر کلک کرنے سے ماہنامہ ''لولاک'' کی ویب سائٹ کھل جائے گی، تیسرے پر کلک کرنے سے ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کی ویب سائٹ کھل جائے گی، چوتھے پر کلک کرنے سے فیس بک پر موجود مجلس کا پیج کھل جائے گا۔

پانچویں پر کلک کرنے سے ایک نئی چیز جو آئندہ کے پروگرام میں ہے ان شاء اللہ ''ای مکتبہ'' یعنی ''ای لائبریری'' الیکٹرانک لائبریری جس میں آئندہ بتوفیق الٰہی ختم نبوت اور دیگر دینی موضوعات پر مشتمل کتب ڈالی جائیں گی، فی الحال ایک پیج سامنے آئے گا جس پر قومی اسمبلی کی مصدقہ کاروائی کی پانچ جلدیں پی ڈی ایف PDF کی صورت میں محفوظ ہیں، جو کہ پڑھی اور اپنے پاس مفت محفوظ کی جاسکتی ہیں اس کے علاوہ ''ثبوت حاضر ہیں'' نامی کتاب ایک بے مثل کاوش کے ساتھ مکمل اور علیحدہ علیحدہ ابواب میں اپنے پاس محفوظ کرنے کی سہولت موجود ہے اور فی الحال چند دوسری کتب مثلاً آئینہ قادیانیت، قومی دستاویز، الخلفیة المهدی فی الاحادیث الصحیحة وغیرہ دستیاب ہیں۔ چھٹے پر کلک کرنے سے آئندہ سائٹ میپ sitemap کے نام پیج کھلے گا یعنی ویب سائٹ کا نقشہ، جس میں علی الترتیب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جملہ ویب سائٹس websites کے مواد کی تفصیلات ترتیب اخراج وحصول درج کیا جائے گا۔

اب یہی ساری چیزیں سہولت کے لئے ایک خط کے اوپر تلے لائن میں اردو انگلش میں درج کی گئی ہیں، یہاں سے بھی کلک کرکے آپ مذکورہ مقامات تک پہنچ سکتے ہیں، یہاں پر مجلس کے خط وکتابت کورس اور آئندہ ان شاء اللہ آن لائن کورس online کے لئے لنک کا اضافہ کیا گیا ہے۔

آخر میں آپ کو مجلس سے رابطہ کے لئے زمین پر آنا پڑے گا۔ کرہ ارضی کی تصویر کے ساتھ رابطہ کو منسلک کیا گیا ہے، اس پر کلک کرنے سے مجلس کے دفاتر، ذمہ داران ومبلغین سے روابط کے ذرائع کی سہولت مہیا کی گئی ہے۔

اب آپ مجلس کی کسی بھی ویب سائٹ پر جانا چاہیں تو مجلس کے نام کے پہلے انگریزی حروف یعنی www.amtkn.com پر جائیں اور سب کچھ پالیں۔

یہ سب کچھ بتوفیق الٰہی ہے، جملہ اکابر بطور خاص خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب نوراللہ مرقدہٗ کا فیضان اور توجہات کا ثمرہ ہے۔ اس کام کو مزید آگے بڑھانے کے لئے آپ کی آراء کے منتظر ہیں۔

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے popalzai@amtkn.com ☆ sani@amtkn.com

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

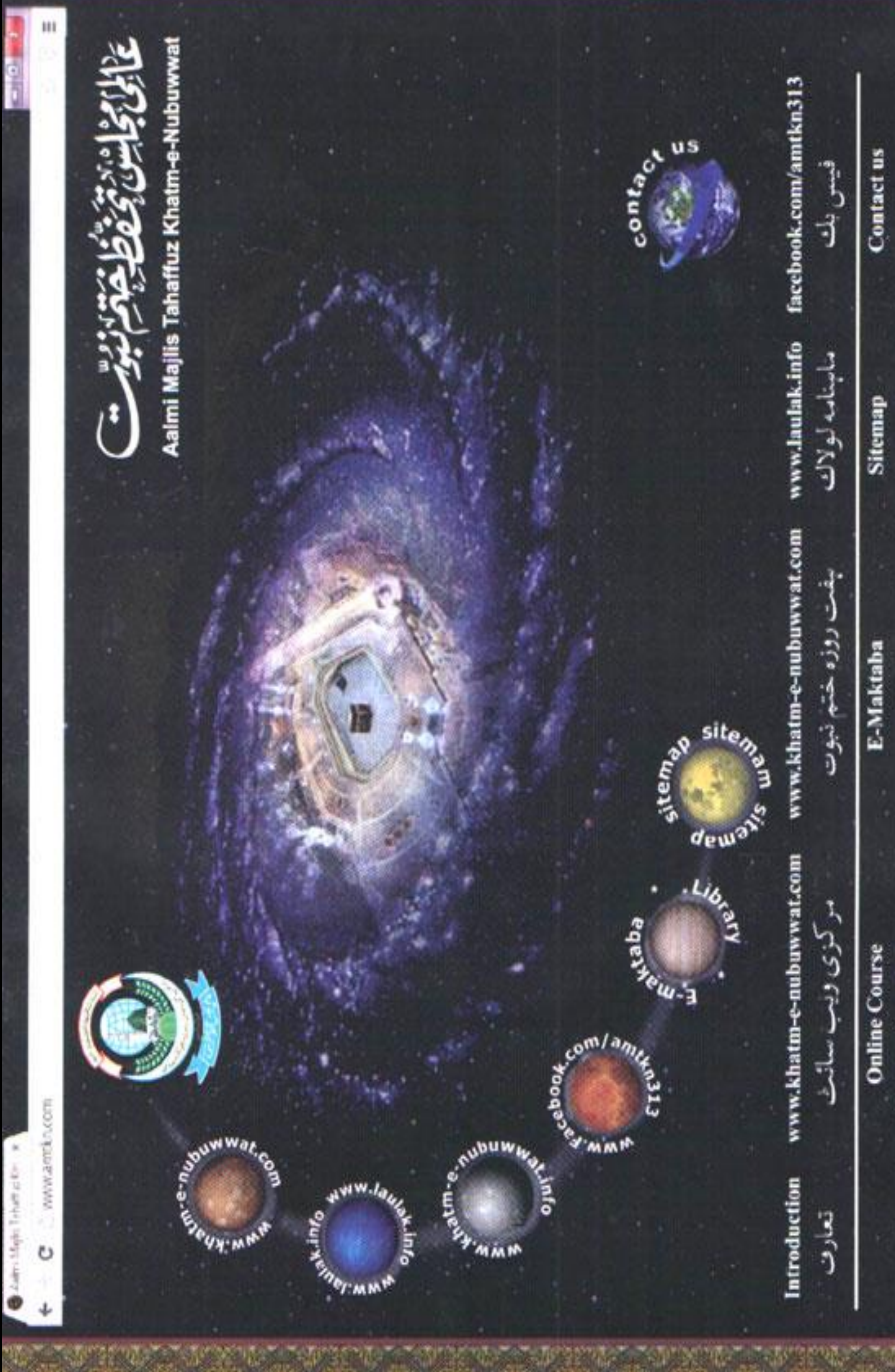

قیمت فی شمارہ -/15 روپے

قیمت سالانہ -/180 روپے